قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

Online Edition

مدیر: ابوسعید

منگل 22 مارچ 2022ء | 19 شعبان 1443 ہجری قمری | 22 امان 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:70

ارشادِ باری تعالیٰ

وَاِذَا غَشِیَہُمۡ مَّوۡجٌ کَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ ۬ۚ فَلَمَّا نَجّٰہُمۡ اِلَی الۡبَرِّ فَمِنۡہُمۡ مُّقۡتَصِدٌ ؕ وَمَا یَجۡحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا کُلُّ خَتَّارٍ کَفُوۡرٍ ﴿۳۳﴾

(لقمان:33)

ترجمہ: اور جب انہیں کوئی موج سایہ کی طرح ڈھانک لیتی ہے تو وہ عبادت کو صرف اللہ کے لئے مخصوص کرتے ہوئے اس کو پکارتے ہیں۔ پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف نجات دے دیتا ہے تو ان میں سے کچھ لوگ میانہ روی پر قائم رہتے ہیں (اور کچھ پھر وہی ظلم اور شرک کرنے لگ جاتے ہیں) اور ہماری آیتوں کا انکار صرف بدعہد اور ناشکرا ہی کرتا ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

شَیَّبَتۡنِیۡ ھُوۡدٌ وَاَخَوَاتُھَا

سورہ ہود اور اس جیسا مضمون رکھنے والی بعض دوسری سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر 5804)

فرمانِ خلیفۂ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

پس اسلام کی سچائی اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ذریعے سے دنیا میں قائم ہونی ہے اور آپ کے ساتھ جُڑنے سے ہی دنیا میں قائم ہونی ہے۔ غیر قوموں سے مقابلہ کر کے اسلام کی برتری جب ثابت کرنی ہے تو اس جری اللہ کے ساتھ جُڑنے سے ہی ہوسکتی ہے۔ کوئی اور تنظیم، کوئی اور جماعت اس مقصد کو حاصل نہیں کر سکتی۔ اُمّت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل پر غور کرنا چاہئے کہ کس طرح آندھی اور بارش دیکھ کر آپ بے چین ہو جایا کرتے تھے۔ پس یہ دیکھیں کہ کیا ہم اس اُسوہ پر حقیقی طور پر عمل پیرا ہیں یا کوشش کرتے ہیں؟ اگر نہیں تو بڑے فکر کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ تو بڑا بے نیاز ہے۔ اُس کا کسی کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں۔ خدا صرف اُس کا ہے جو حقیقی رنگ میں حقّ بندگی ادا کرنے والا ہے۔

(خطبہ جمعہ 18 مارچ 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

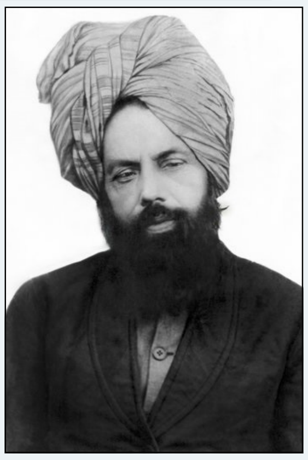

"آئندہ زلزلہ کی نسبت جو ایک سخت زلزلہ ہو گا مجھے خبر دی… اور فرمایا

"پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔"

اس لئے ایک شدید زلزلہ کا آنا ضروری ہے۔ لیکن راستباز اُس سے امن میں ہیں۔ سو راستباز بنو! اور تقویٰ اختیار کرو! تا بچ جاؤ۔ آج خدا سے ڈرو تا اُس دن کے ڈر سے امن میں رہو۔ ضرور ہے کہ آسمان کچھ دکھاوے اور زمین کچھ ظاہر کرے۔ لیکن خدا سے ڈرنے والے بچائے جائیں گے۔

خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہوں گے اور کئی آفتیں زمین پر اتریں گی۔ کچھ تو اُن میں سے میری زندگی میں ظہور میں آ جائیں گی اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئیں گی۔ اور وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد۔"

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 303-304)

اس شمارہ میں

- چلو سب مل کے کرتے ہیں دعا کے ساتھ بسم اللہ (منظوم)
- دُنیا کا کنارہ جزیرہ تاویئونی (فجی)
- اسکنڈے نیوین ممالک میں الہام کا پورا ہونا
- Myanmar میں احمدیت کا پیغام
- حضرت مسیح موعودؑ کے الہام کا ایک منہ بولتا ثبوت - مایوٹ
- مائکرونیشیا - ایک عمومی و جماعتی تعارف
- پہلا سالانہ ریجنل جلسہ دلوا (Daloa)، آئیوری کوسٹ

دربارِ خلافت

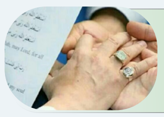

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت خیر دین صاحبؓ جن کی بیعت 1906ء کی ہے، فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا داہنا ہاتھ گیارہ کرم لمبا ہوگیا ہے۔ (کرم ایک پیمانہ ہے جو دیہاتوں میں زمینوں کی پیمائش کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، ساڑھے پانچ فٹ کا۔یعنی پچپن ساٹھ فٹ لمبا ہوگیا) اس میں بتایا ہے کہ خدا نے ان کو غیر معمولی طاقت عطا فرمائی ہے جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا۔اسی حالت میں دیکھا کہ آپ کا چہرہ مبارک مغرب کی طرف ہے اور ایک چھوٹی سی دیوار پر رونق افروز ہیں اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضور آپ روتے کیوں ہیں؟ آپ نے فرمایا اس واسطے روتا ہوں کہ لوگ مجھے معبود نہ بنالیں۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ۔غیر مطبوعہ جلد نمبر 7 صفحہ 161 از روایات حضرت خیر دین صاحبؓ)

حضرت خیر دین صاحبؓ ہی روایت کرتے ہیں کہ کچھ دن ہوئے ایک خواب دیکھا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو چٹھیاں دے رہے ہیں۔ وہ چٹھیاں اُن آدمیوں کی ہیں جن کے مقام آسمان میں ہیں۔ ان کے درجہ کے مطابق ہر ایک کو چٹھی دیتے ہیں۔ مَیں نے خیال کیا کہ مَیں بھی حضور سے پوچھتا ہوں کہ آیا میرے لئے آسمان میں کوئی مقام ہے۔ چنانچہ مَیں نے پوچھا کہ حضور! میرے لئے بھی آسمان پر مقام ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں تمہارے لئے بھی آسمان میں جگہ ہے۔ ان سب باتوں سے مَیں نے یہی سمجھا ہے کہ جو کچھ خاکسار کو نظر آچکا ہے یا نظر آرہا ہے، یہ سب کچھ نورِ نبوّت کی شعاعوں سے ہے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ۔غیر مطبوعہ جلد نمبر 7 صفحہ 161 از روایات حضرت خیر دین صاحبؓ)

حضرت خلیفہ نور الدین صاحبؓ سکنہ جموں فرماتے ہیں۔ دسمبر 1891ء کی ان کی بیعت ہے کہ مجھے 1931ء میں کشفی حالت میں ایک بچہ دکھایا گیا جس سے سب لوگ بہت پیار کرتے تھے۔ مَیں نے بھی اُسے گود میں اُٹھالیا اور پیار کیا۔ اگرچہ وہ چھوٹا سا بچہ ہے مگر لوگ کہتے ہیں کہ اس کی عمر تینتالیس سال کی ہے۔ مجھے القاء ہوا کہ اس کشف میں جو بچہ دکھایا گیا ہے وہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ہیں۔ 1931ء میں آپ کی عمر تینتالیس سال کی تھی۔ اور یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی اشعار میں درج ہے کہ ؎

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہو گا ایک دن محبوب میرا

اس میں لفظ ’’ایک‘‘ میں بھی اشارہ 1931ء کی طرف ہے کیونکہ بحساب ابجد ’’ایک‘‘ کے عدد 31 ہیں۔یعنی الف، ی، ک۔ ایک جو ہے اُس کے عدد جو ہیں وہ ابجد کے حساب سے 31 بنتے ہیں اور روحانی ترقی کا کمال بھی چالیس سال کے بعد شروع ہوتا ہے اس لئے اس کشف میں بچہ 43 کا دکھایا گیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔غیر مطبوعہ جلد نمبر 12 صفحہ 84-85 از روایات حضرت خلیفہ نور الدینؓ صاحب سکنہ جموں)

حضرت رحم الدین صاحبؓ ولد جمال دین صاحب فرماتے ہیں،ان کی بیعت 1902ء کی ہے کہ خلافت ثانیہ کے وقت مَیں نے رؤیا دیکھا کہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے کرسی پر بیٹھے ہیں اور میاں صاحب حضرت خلیفہ ثانی پاس کھڑے ہیں۔ تب میرے دیکھتے دیکھتے مولوی محمد علی صاحب کا چہرہ اور جسم چھوٹا ہونا شروع ہوا اور بالکل چھوٹا ہوگیا جیسے بچہ کا جسم ہوتا ہے اور حضرت میاں صاحب کا جسم بڑھتے بڑھتے بہت لمبا (یعنی آپ کے قد سے بھی زیادہ قد وغیرہ ہوگیا) اور بڑے رعب وجلال والا ہوگیا۔تب مَیں بہت متعجب ہوا اور جس وقت صبح ہوئی تو تمام شکوک وشبہات دل سے نکل گئے اور مَیں نے آپ کی بیعت کر لی۔ (پہلے ان کے دل میں کچھ شکوک تھے۔) الحمد للہ علیٰ ذالک۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔غیر مطبوعہ جلد نمبر 6 صفحہ 34 از روایات حضرت رحم الدین صاحبؓ)

بقیہ صفحہ 10 پر

چلو سب مل کے کرتے ہیں دعا کے ساتھ بسم اللہ

محبت کا ہنر ہم نے زمانے کو سکھانا ہے
ہر اک نفرت کو دنیا سے بہر صورت مٹانا ہے
دکھا کر خُلق اچھے سب جہاں میں پھیل جانا ہے
رسولِ پاکؐ کے قدموں میں سب کو کھینچ لانا ہے
جہانِ نَو کو پھر وحدت کا اک مرکز بنانا ہے
چلو سب مل کے کرتے ہیں دعا کے ساتھ بسم اللہ

مصاحب چھپ کے بھی اکثر دلوں پر وار کرتے ہیں
ستم کرنے میں وہ بے شک حدوں کو پار کرتے ہیں
حریفانِ ہدیٰ سچوں کا جب انکار کرتے ہیں
خدا والے انہی لوگوں سے بڑھ کر پیار کرتے ہیں
ہمیں ان گم شدہ قدروں کو واپس ڈھونڈ لانا ہے
چلو سب مل کے کرتے ہیں دعا کے ساتھ بسم اللہ

مکیں ہیں لامکاں جبکہ گھروں پر ڈر کا قبضہ ہے
نظر پر جہل کا پہرہ تو دل پر زر کا قبضہ ہے
طلوعِ فجر کے سورج پہ طاقتور کا قبضہ ہے
زمیں جب سے ہوئی آباد اس پر شر کا قبضہ ہے
کسی صورت بھی اب ابلیس کو ہم نے بھگانا ہے
چلو سب مل کے کرتے ہیں دعا کے ساتھ بسم اللہ

فسوں نے موج ومستی کی پذیرائی میں حد کر دی
جنوں نے بت پرستی کی شناسائی میں حد کر دی
خزانہ لوٹ کر حاکم نے مہنگائی میں حد کر دی
تو دیں کی مولوی نے آ کے رسوائی میں حد کر دی
ہمارا کام سب بھٹکے ہوؤں کو رہ پہ لانا ہے
چلو سب مل کے کرتے ہیں دعا کے ساتھ بسم اللہ

دلِ بے بس میں جاری آنکھ کی برسات کے اندر
کدورت سے بھرے لہجوں کے مفروضات کے اندر
دیارِ نفس میں غفلت کی مکروہات کے اندر
نقاش اجڑے ہوئے ہر شہر کے کھنڈرات کے اندر
محبت سویا جذبہ ہے جسے ہم نے جگانا ہے
چلو سب مل کے کرتے ہیں دعا کے ساتھ بسم اللہ

مدثر احمد نقاش

طارق رشید۔ مبلغ سلسلہ فجی

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا اور دُنیا کا کنارہ جزیرہ تاوئیونی (فجی)

یہ الہام تو الحمدللہ ہم سب بچپن سے سنتے چلے آرہے ہیں۔آج خاکسار اسکے پورے ہونے کے متعدد پہلوؤں میں سے ایک تاریخی اور حسابی طور سے بھی پورا ہونے کی داستان بیان کرنا چاہتا ہے۔

مختصر تعارف۔فجی بحر کاہل کے گہرے نیلے رنگ کے سمندروں میں گھرا ہوا ایک ملک ہے جو کالے پانی کا تصور پیش کرتا ہے اور یہ براعظم آسٹریلیا میں آتا ہے۔فجی 330 جزائر پر مشتمل ہے جن میں سے صرف 110 جزائر آباد ہیں،جبکہ باقی سب ویران پڑے ہیں ان آباد جزائر کی کُل آبادی بھی 9 لاکھ ہے۔یہ ملک تقریباً ایک صدی تک ملک برطانیہ کے تحت رہنے کے بعد بالآخر 10 اکتوبر 1970 میں آزاد ہوا۔فجی کا سب سے بڑا جزیرہ ویتی لیوو ہے جہاں اسکا دارالخلافہ صووا شہر ہے جہاں ہماری جماعت کا ہیڈ کوارٹر اور سب سے پہلی مسجد فضل بھی واقع ہے اور دوسرا مشہور شہر ناندی ہے جس میں انٹرنیشنل ایئر پورٹ بھی ہے اور اسکے بعد دوسرا جزیرہ ونوا لیوو ہے اور پھر یہ تیسرا بڑا جزیرہ تاوئیونی جس کی کل آبادی صرف 19 ہزار ہے اور اسکی لمبائی 42 کلومیٹر اور چوڑائی 14 کلومیٹر ہے یوں اسکا کل رقبہ 434 کلومیٹر بتایا جاتا ہے،اس میں 11 بڑے بڑے فیجئین گاؤں ہیں اور ملک کی سب سے بڑی چیف فیملی جنکو (راتو) کہتے ہیں اور شروع سے آج تک پارلیمنٹ میں اعلیٰ عہدوں پر مقرر لوگ بھی اسی جزیرے سے تعلق رکھتے ہیں۔جزیرہ تاوئیونی قدرتی آبشاروں،ناریل،اناناس اور صندل کے درختوں سے بھرا ہوا ہمیشہ سرسبز اور تروتازہ دکھائی دیتا ہے اسی لئے اسکو (گارڈن آئی لینڈ) بھی کہتے ہیں۔لیکن اسکی خاص اور اہمیت والی بات اسکی سب سے اونچی آبشار (بوما) ہے جو تین آبشاروں پر مشتمل ہے اور دنیا بھر سے سیاح اسکو 2 گھنٹے کی مسافت کے بعد اُوپر جاکر دیکھتے ہیں اور پھر واپس نیچے آکر اسکے ٹھنڈے پانی سے نہاکر اپنی تھکاوٹ دور کرتے ہیں۔اسی طرح اس جزیرے کا ایک خاص سُرخ رنگ کا خوبصورت پھول ہے جو سب سے بڑی آبشار کے پاس پایا جاتا ہے اسکو (تاگی مودیا) کہتے ہیں جو پوری دنیا میں صرف اسی جگہ پایا جاتا ہے اور بتایا جاتا ہے کہ کئی کوششوں کے باوجود اسکی افزائش اور پرورش کسی دوسری جگہ نہیں ہوسکی۔اور پھر جزیرہ تاوئیونی کی سب سے بڑی اور تاریخی اعتبار سے اہمیت کی وجہ اسکی زمین سے 180 ڈگری خط استوا یعنی (ڈیٹ لائن) کے نشان کا گزرنا ہے۔اور یوں یہ دنیا کا کنارہ کہلاتا ہے اور دنیا میں سب سے پہلا سورج یہاں دیکھا جاتا ہے بلکہ یہ کہنا بھی بے جا نہ ہوگا کہ بفضل تعالیٰ دنیا میں دن کے آغاز کی توفیق سب سے پہلے آذان فجر کے ساتھ توحید کی آواز اللہ اکبر کو بلند کرتے ہوئے ہمیں اس جزیرے سے مل رہی ہے۔الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔ان شاء اللہ آئندہ موقع ملا تو جزائر فجی اور احمدیت کی حسین تاریخ کو بھی آپکی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔

اب میں اصل مضمون کی طرف آتا ہوں کہ دنیاوی اعتبار سے اس جزیرے کی تاریخ کے علاوہ ہمارے لئے اسکی اہمیت کی وجہ اللہ تعالیٰ کی اس عظیم اور بڑی پیشگوئی کے پورا ہونے کی گواہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عالم تنہائی میں اپنے پیارے امام سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کو قادیان کی گمنام بستی میں یہ الہام کرتے ہوئے تسلی اور ترقی کی نوید سنائی تھی کہ (میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا)۔

اک قطرہ اسکے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا
میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

خاکسار نے جب اس مضمون کو لکھنے کا ارادہ کیا تو امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس الہام کو اس سرزمین پر پورا ہوتے ہوئے دیکھنے کے ساتھ ساتھ اور بھی کئی وعدے اور پیشگوئیاں پوری ہوتی ہوئی یاد آنے لگیں۔1924 میں مرزا مظفر بیگ کو مسلمانوں کی طرف سے ایک مناظرے کیلئے لایا گیا تھا اور یوں انکے ذریعہ یہاں لاہوری جماعت متعارف ہوئی تھی۔لیکن اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام بھی یہاں روزنامہ الفضل کے ذریعہ ہی پھیلا کیونکہ اسی طرح فجی کے ناندی شہر میں چوہدری کاکے خان صاحب کے بڑے بیٹے چوہدری عبدالحکیم صاحب تجارت کی غرض سے تشریف لائے تھے اور انہوں نے اپنا رابطہ مرکز سے رکھا،پہلے اپنا چندہ وغیرہ قادیان بھجواتے رہے اور پھر بعد میں ربوہ جہاں سے انہوں نے اپنے مطالعہ کے لئے الفضل اور دیگر جماعتی رسائل بھی لگوائے جسکو پڑھنے کے بعد اسکا ذکر اپنے قریبی دوستوں سے کیا کہ اصل احمدیت کا پیغام یہ ہے چنانچہ اس پر تحقیق کرتے ہوئے وہاں کے ایک اور بزرگ حاجی محمد رمضان صاحب اپنے پوتے کے ساتھ ربوہ گئے اور سیدنا حضرت مصلح موعودؓ سے ملاقات کی جس پر حضور پُرنور نے اس وقت حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کو انکے ساتھ مسائل کو سمجھانے کی غرض سے مقرر فرمایا تھا اور یوں کچھ دنوں کی تحقیق کے بعد یہ دونوں احباب بیعت کرکے حقیقی نور کے ساتھ فجی واپس لوٹے اور یوں باقاعدہ احمدیت کا نفوذ فجی میں 1961 میں ہوا اور اسی سال جماعت رجسٹرڈ بھی ہوئی۔اور اسکے ایک سال بعد ہی دنیا کے کنارے پر اس جزیرہ تاوئیونی میں احمدیت کا پیغام پہنچا اور 1962 میں یہاں بھی 3 احباب نے احمدیت قبول کرتے ہوئے دنیا کے کنارے سے اس عظیم الشان پیشگوئی کے پورا ہونے پر مہر تصدیق ثبت کردی کہ واقعی خُدا نے اپنے وعدہ کو پورا کرتے ہوئے مسیح الزماں کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچا دیا ہے۔الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

جس کام کو کہے کہ کرونگا میں ضرور ٹلتی نہیں وہ بات خُدائی یہی تو ہے

یہاں میں اللہ تعالیٰ کے ایک اور وعدے کو پورا ہوتا ہوا بھی دیکھتا ہوں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے 1955میں دشمنانِ احمدیت کے ناپاک ارادوں کو ناکام کرتے ہوئے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کو خطرناک جان لیوا حملے کے باوجود 10 سال تک زندہ رکھا اور آپکی عمر اور صحت میں بے پناہ برکت دی اور مقبول خدمت کی توفیق پاتے رہے اور یوں ڈنکے کی چوٹ پر ایک بار پھر باغیان خلافت پر ثابت کر دیا کہ یہی وہ پسر موعودؓ ہے جسکی خبر دیتے ہوئے عالم الغیب خُدا نے اپنے امام کو پیشگوئی مصلح موعودؓ میں 52 نشانیوں کی تکمیل پر جو الہام فرمایا تھا اس کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ (میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔۔۔۔اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گیں۔تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا)۔وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 100-102)

اس عظیم پیشگوئی کے اس اہم حصے کا پورا ہونا بہت ضروری تھا کیونکہ فجی دنیا کا کنارہ ہے اور یہاں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے دور میں احمدیت کا قیام ہوا، اور پھر باقاعدہ آپکے دور خلافت میں ہی مشن کا قائم ہونا اور پہلے مبلغ سلسلہ مکرم ومحترم مولانا عبد الواحد فاضل صاحب کا یہاں تقرر ہوا اور 2 مساجد کے قیام کے ساتھ مرکز سلسلہ سے باقاعدہ مضبوط تعلق بھی قائم ہوگیا۔کہ وہ دُنیا کے کنارے تک شہرت پائیگا،واقعی الحمدللہ بڑی شان سے پوری ہوئی۔بلکہ 1965 میں جس وقت حضرت مصلح موعودؓ کی وفات کی خبر آئی تو اُس وقت حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب اپنے فجی دورہ پر فجی میں ہی موجود تھے اور آپ نے اس دورہ کے دوران فجی کی تیسری مسجد کا سنگ بنیاد بھی رکھا جسکا نام حضرت مصلح موعودؓ کے نام پر مسجد محمود رکھا گیا۔

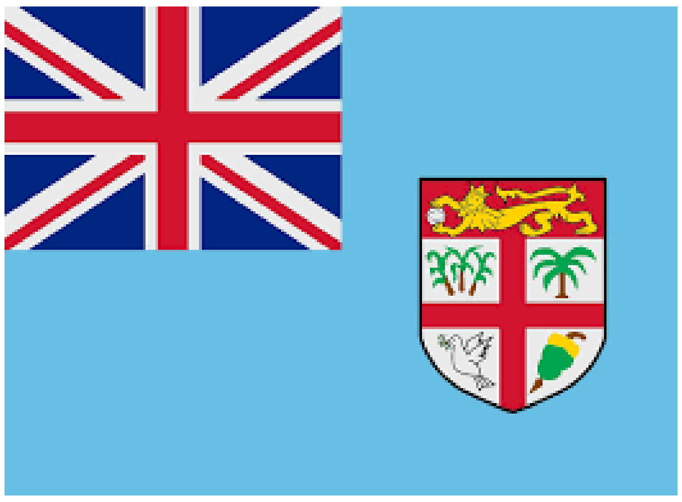

مسجد محمود

تیسرا اور ذوقی نقطہ بھی جو اس پیشگوئی کا پورا ہونا یہاں نظر آتا ہے کہ آخری زمانے میں ابن مریم کے نزول کی خبر بھی دی گئی تھی اور جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 1983 میں اپنی خلافت پر متمکن ہونے کے بعد عالمی دورے پر فجی بھی تشریف لائے تو آپ نے بھی خاص طور پر جزیرہ تاوئیونی کا دورہ اپنے وفد کے ساتھ ڈیٹ لائن کے نشان تک کیا تا

دنیا کے کنارے تک تبلیغ کے پیغام کو پہنچانے کا ظاہری نشان بھی پورا ہو، اس تاریخی دورہ میں حضور انور کے ساتھ حضور کی فیملی اور مقامی ممبران کے علاوہ جماعت احمدیہ کے مشہور بزرگ مکرم ومحترم چوہدری حمید اللہ صاحب مرحوم اور چوہدری انور حسین صاحب مرحوم بھی شامل تھے۔ چنانچہ دورہ کے دوران حضور انور نے اس جزیرہ میں ایک انڈین سکول میں استقبالیہ تقریب سے خطاب بھی فرمایا تھا اور کچھ سوال جواب بھی ہوئے تھے۔ یہ سکول بھی شہر کے وسط میں ہے اور اسکے چند قدم کے فاصلے پر ہی پھر یہاں جماعت احمدیہ کو 2001 کے آخر میں باقاعدہ ایک پختہ مسجد کی تعمیر کی توفیق ملی اور اس مبارک موقع پر خاکسار کو بھی اس وقت کے امیر ومشنری انچارج فجی مکرم ومحترم مولانا نعیم احمد محمود چیمہ صاحب کے ساتھ اس دنیا کے کنارے پر تعمیر ہونے والی تاریخی مسجد کی سنگ بنیاد میں ایک اینٹ رکھنے کی توفیق ملی، الحمدللہ علی ذلك، اور پھر 2 اپریل 2002 میں اس شاندار اور تاریخی مسجد کے افتتاح کے لئے مکرم ومحترم نواب منصور احمد خان صاحب جو اس وقت وکیل التبشیر ربوہ پاکستان تھے بطور نمائندہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ تشریف لائے اور انکے ساتھ آسٹریلیا کے امیر ومشنری انچارج مکرم ومحترم محمود احمد بنگالی صاحب مرحوم بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ پھر یہاں ایک اور دلچسپ بات جو تاریخ کا حصہ بنی ہے کہ جب 1983 میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ یہاں پہنچے تو نشان کو دیکھتے ہوئے فرمایا کہ میرے علم اور اندازے کے مطابق اس نشان کا تعین ٹھیک نہیں لگ رہا کیونکہ یہ بالکل سمندر کے کنارے نصب ہے اور اسکے سائن بورڈ کی سمت بھی ٹھیک نہیں ہے۔ حضور کی اس تحقیق اور فرمان پر تمام ممبران وفد اور خاص طور پر حکومتی عملہ جس میں پولیس افسران کے ساتھ ساتھ علاقے کا ڈویژنل آفیسر بھی موجود تھا خاموش رہے بلکہ حیران ہو گئے کہ آپ یہ بات اپنے مشاہدے کے ساتھ ساتھ کتنے اعتماد کے ساتھ کہہ رہے

Hazrat Khalifatul Masih IV is standing at the International Date Line at Taveuni along with his devoted followers.
It fulfills the prophecy "I shall carry thy message to the corners of the earth".

ہیں اور یہ بات خاکسار کو اس ہندو دوست نے بتائی ہے کہ جو اس وقت وہاں موجود تھا، کہ آپ کے خلیفہ نے گاڑی سے اُترتے ہی چند منٹ بعد فوٹو بنواتے ہوئے یہ بات کہی (کہ یہ نشاں یہاں درست جگہ پر نہیں ہے اور نہ ہی یہ سائن بورڈ صحیح سمت کی نشاندہی کر رہا ہے)اور اس پر سب خاموش رہے۔ چنانچہ آنے والے دنوں نے یہ بات ثابت کر دی کہ حضور کی تحقیق اور فرمان بالکل درست تھا۔ کیونکہ جب 2000 میں نئی صدی کے آغاز پر یہاں کی حکومت نے دنیا بھر کے سیاحوں کی آمد پر فجی کو سجانے سنوارنے کے اقدامات کئے تو وہاں اپنی تاریخ کو مکمل اور درست کرتے ہوئے دوبارہ اس ڈیٹ لائن کے نشان پر بھی تحقیق ہوئی اور واقعی اس نشان کو غلط بتایا گیا اور اس نشان سے 1 کلومیٹر کے فاصلے پر بائیں طرف پہاڑ پر اسکو نصب کیا اور اسکی سمت بھی درست کی گئی کہ یہ صحیح جگہ ہے جہاں سے ڈیٹ لائن گزر رہی ہے اور کس رُخ سے گزر رہی ہے۔ ان دونوں تاریخی نشانات کی تصاویر بغرض معلومات اور گواہی پیش خدمت ہیں۔ اس مقام پر نصب سائن بورڈ کے ڈیزائن مختلف وقتوں میں مختلف رنگ اور شکلوں کے تبدیل کر کے لگائے جاتے ہیں جسکا اندازہ آپکو گوگل پر ریسرچ کرنے سے بھی ہو جائے گا۔

نیا سائن بورڈ جہاں سے ڈیٹ لائن گزر رہی ہے

جہاں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 1983 میں پُرانے ڈیٹ لائن کے نشان پر وزٹ کیا اور دعا کی تھی، پھر ماشاء اللہ 2006 میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی اپنی فیملی اور وفد کے ساتھ نئی جگہ پر اور نئے ڈیٹ لائین کے نشان پر 21 ویں صدی میں وزٹ کیا اور اس بات کا ثبوت دیتے ہوئے کہ ہاں خُدا کے اس وعدے پر ایک صدی گزر رہی ہے اور دعا بھی کی، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۔ یہ ڈیٹ لائن کا نشان ہمارے اس جزیرے پر احمدیہ مسجد بیت الجامع سے صرف 5-4 کلومیٹر کے فاصلے پر نصب ہے۔

2000 صدی کے آغاز پر جہاں امام مہدی اور اسکے خلیفہ نے انکے حسابی اندازوں اور علامات کو درست کروایا تو وہاں انکے مذہبی عقیدے کو بھی غلط ثابت کرتے ہوئے جھٹکا دیا۔ کیونکہ اس وقت یکم جنوری 2000 کو جہاں سیاحوں کی نئی صدی کے پہلے چڑھتے ہوئے سورج کو دیکھنے کی تمنا تھی کہ اس وقت تاوئیونی جزیرے میں تمام ہوٹلز اور ریزوٹس سب بھرے ہوئے تھے اور سیاحوں کی آمد اس حد تک تھی کہ لوگوں نے سمندر کے کنارے خیمے لگا کر نئی صدی کے پہلے سورج کو کیمروں میں محفوظ کرنے کی کوشش کی۔ تو وہاں کئی مذہبی جنون رکھنے والوں کو اس عیسیٰ ابن مریم کا بھی انتظار تھا کہ جس نے شائد اس صدی کے آغاز میں نازل ہونا تھا چنانچہ فجی میں بھی کئی نئے چرچ تعمیر ہوئے کہ شائد آنے والا مسیح ہماری چرچ میں نازل ہو لیکن اس وقت بھی متعدد پیشگوئیوں کی طرح ہم نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی یہ بات بھی پوری ہوتی ہوئی دیکھی۔

سر کو پیٹو آسماں سے اب کوئی آتا نہیں۔۔۔

اسی طرح تاوئیونی جزیرے کے سامنے ایک اور چھوٹا سے جزیرہ رامبی بھی ہے جس میں دوسرے ملک کیریباس سے لوگ آ کر آباد ہوئے ہیں جنکی زبان اور رنگ ونسل بھی فیجئین سے مُختلف ہے اسکی آبادی بھی 6 ہزار سے کچھ زائد ہے اس جزیرے پر مکمل انکا کنٹرول اور عیسائی مذہب کا راج ہے۔ لیکن الحمدُللہ وہاں بھی 1994 میں ہمیں احمدیت کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی اور وہاں بھی عیسائی چرچز کے علاوہ صرف ہماری جماعت احمدیہ کی ہی سمندر کنارے ایک پختہ مسجد ہے جسکی پہلی مرتبہ سنگ بنیاد 2003 میں اُس وقت کے امیر ومشنری انچارج مکرم نعیم احمد محمود چیمہ صاحب کے ساتھ خاکسار کو یہاں بھی اینٹ رکھنے کی توفیق ملی۔ اور آج بھی ہر ماہ خاکسار کو اس اس جزیرے پر تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ تبلیغی سفر کے لئے اس گہرے سمندر کی خطرناک لہروں کو چیرتے ہوئے آوٹ بوٹ کے ذریعہ دورہ کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ۔ آمین

احباب جماعت سے خصوصی دعا کی درخواست ہے کہ اللہ ان تمام مخلصین احمدیت کو ثبات قدم کے ساتھ مزید ایمان و اخلاص میں بڑھائے اور انکی نسلوں کو بھی اسلام احمدیت اور نظام خلافت کا مطیع اور فرمانبردار بنائے رکھے اور عاجز کو بھی مقبول خدمت دین کی توفیق دیتا چلا جائے اور میری اولاد در اولاد کو بھی قیامت تک ان برکات کا وارث بناتا چلا جائے اور انجام بخیر فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ أَجِرۡنِی مِنَ النَّارِ

(سنن ابی داؤد کتاب الادب حدیث نمبر: 5079)

ترجمہ: اے اللہ! مجھے جہنم کی آگ سے محفوظ رکھ۔

یہ سید ومولیٰ، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی آگ سے پناہ کی دعا ہے۔

حضرت مسلم بن حارث تمیمیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ جب تم نماز مغرب سے سلام پھیرو تو سات بار ''اَللّٰھُمَّ أَجِرۡنِی مِنَ النَّارِ'' کہہ لیا کرو، تو تمہارے لیے جہنم سے بچاؤ لکھ دیا جائے گا اور اسی طرح جب صبح کی نماز پڑھ چکو تو کہہ لیا کرو تو تمہارے لیے جہنم سے بچاؤ لکھ دیا جائے گا۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

نبیلہ رفیق فوزی۔ ناروے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا

اسکنڈے نیوین ممالک میں الہام کا پورا ہونا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں، کیا یورپ اور کیا ایشیا، اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں۔ توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اِس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔‘‘

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 307-306)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا جانے والا ہر نبی مختلف حالات اور خطّہِ ارضی میں اپنے پروردگار کا پیغام پہنچانے کی سعی میں اپنی زندگی گزارتا ہے۔ ہمارے سامنے بہت سے انبیاء کے حالات ہیں۔ ہر نبی کی مشکل الگ تھی۔ کسی بھی فرستادے کی مدد کے لئے اللہ تعالیٰ جو وسیلے اور ذرائع استعمال کرتا ہے ان میں انبیاء کرامؑ کے اخلاقِ حسنہ، نیک اور مخلص صحابہؓ کا ساتھ اور فرشتوں کے ذریعے غیبی مدد سب سے زیادہ مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ چودھویں صدی جس میں حضرت مسیحِ موعودؑ کی آمد مبارک ہوئی اس میں پہلے انبیاء کے زمانوں کی نسبت حالات بہت مختلف ہو چکے تھے۔ سائنس، ٹیکنالوجی اور طریقِ معاشرت میں بہت ترقی ہو چکی تھی۔ سب سے بڑی تبدیلی اور فرق جو اس زمانہ کے موعود امامؑ (آنحضرت ﷺ کے غلامِ صادق) کے سامنے تھا وہ ذرائع آمد و رفت کی آسان سے آسان اور تیز سے تیز ایجاد اور چھاپہ خانے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسیح الزماںؑ جس کا انتظار کئی برسوں سے ہو رہا تھا کو چھاپہ خانوں کے زمانہ میں لانا تھا تو اس کی حکیمانہ تدبیر نے ان کو قلم کا فن عطا کر کے بھیجا۔ لہٰذا اس زمانہ کے فرستادے کا سب سے بڑا تبلیغی ہتھیار قلم تھا، (قلم ہے اور قلم رہے گا انشاء اللہ) جس کی مدد سے حضرت امام الزماںؑ نے خود بھی جہاد کیا، دنیا کے بہت سے دور دراز کے ممالک تک اپنا لکھا ہوا لٹریچر بھیجا اور اپنی جماعت کو بھی اس ہتھیار کے استعمال کی نصیحت کی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیحِ موعودؑ کو بہت ابتداء میں ایک الہام کے ذریعے خوش خبری دی تھی کہ

’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘ (1891)

حضرت مسیح موعودؑ کے بیٹے کا وعدہ

1908ء میں جب حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام اپنے حصے کا کام ختم کر کے مشیتِ ایزدی سے اپنے خالق کے حضور حاضر ہو گئے تو تدفین سے قبل آپ کے موعود بیٹے مرزا بشیرالدین محمودؓ نے آپ علیہ السلام کے جسدِ اطہر کے سرہانے کھڑے ہو کر خدا کو حاضر و ناظر جان کر اپنے والد سے عہد کیا کہ:

’’اگر سارے لوگ بھی آپ (یعنی مسیح موعود علیہ السلام) کو چھوڑ دیں گے اور میں اکیلا رہ جاؤں گا تو میں اکیلا ہی ساری دنیا کا مقابلہ کروں گا اور کسی مخالفت اور دشمنی کی پرواہ نہیں کروں گا‘‘۔ اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کے اس جذبے کی لاج رکھی اور 1932ء میں آپ کو عالمِ رویا میں دکھایا گیا کہ۔

’’ناروے، سویڈن، فن لینڈ اور ہنگری کے لوگ احمدیت کا انتظار کر رہے ہیں۔‘‘

مجاہد ہنگری (کتاب) صفحہ 31 از حاجی احمد، تاریخِ احمدیت جلد 18 صفحہ 477، روزنامہ الفضل ربوہ 3/ جولائی 1956 صفحہ 1-8)

اللہ تعالیٰ نے ہر کام کا وقت رکھا ہوتا ہے۔ 1932ء کی خواب کو 1956ء میں تعبیر ملی۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہ کو ان پر ہونے والے قاتلانہ حملہ کے زخم کی تکلیف کے علاج کے لئے برطانیہ جانا پڑا تو اس قیام کے دوران اللہ تعالیٰ کا عجیب تصرف ہوا کہ ایک، سترہ، اٹھارہ برس کا سویڈش لڑکا Gunnar Eriksen نامی، حضورؓ سے ملاقات کو آیا اور جاتے ہوئے آپؓ سے سویڈن میں مشن کھولنے کی درخواست بھی کر گیا۔ حضرت مصلحِ موعودؓ کو تو اللہ تعالیٰ پہلے ہی اسکینڈے نیویا کے متعلق بتا چکا تھا

اُس نوجوان لڑکے کی درخواست نے حضورؓ کے ارادے میں مزید عجلت پیدا کر دی۔ حضورؓ نے اس سویڈش کی درخواست کی منظوری 1955ء میں 22 تا 24 جون کو ہونے والی مبلغین لندن کانفرنس میں فرمائی۔ حضورؓ نے پاکستان پہنچتے ہی ایک مربی سلسلہ مکرم سید کمال یوسف صاحب کو سویڈن بھیجنے کا حکم دے دیا۔ گویا آپ کے دل کی وہ آواز، جو آپؓ کے دل سے اپنے والد بزرگوار کی وفات پر نکلی تھی جسے آپ کی شعائراللہ ہمشیرہ حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے آپ کی طرف سے شعر میں یوں ڈھالا تھا کہ

میں کرونگا عمر بھر تکمیل تیرے کام کی
میں تری تبلیغ پھیلا دوں گا بر روئے زمیں

(درِّ عدن از حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ

تب عالمگیر جماعت احمدیہ نے دیکھا کہ آپ کے اس وعدے اور ارادے کو تکمیل تک پہنچانے کی جد وجہد کا ایک حصہ اسکینڈے نیویا کے علاقوں میں مشن کھولنے اور یہاں اسلام کا پیغام دینے کا بھی ہے۔ الحمد اللہ

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جلسہ سالانہ پر جماعت کی مجموعی بیرونی ممالک کی مساعی بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’اسکینڈے نیویا، روس سے ملتا ہوا ایک یورپین علاقہ ہے، اس علاقے کی ایک حکومت فن لینڈ کہلاتی ہے۔ چونکہ یہ علاقہ ترکوں سے بہت قریب ہے اس لئے یہاں لاکھوں ترک سینکڑوں برس سے بس رہے ہیں، انہوں نے ابھی تک احمدیت قبول نہیں کی۔ مگر ہمارے مبلغ کو بلا کر انہوں نے تقریریں کروائیں۔ دوسری حکومت اس علاقے کی سویڈن کہلاتی ہے پہلے ہمارا ارادہ تھا کہ سویڈن میں بیت الذکر بنائیں لیکن اب ایک جرمن نومسلمہ نے لکھا ہے کہ میں نے ناروے کے دارالحکومت اوسلو میں ایک جگہ تجویز کی ہے۔ میں نے سید کمال یوسف صاحب کو ہدایت کی ہے کہ وہ اس جگہ کو دیکھ کر رپورٹ کریں۔ اگر انہوں نے بھی اسکے حق میں رپورٹ کی تو مغربی افریقہ کی جماعتوں کو تحریک کی جائے گی کیونکہ ہمارے ملک کے ایکسچینج کی حالت بہت خراب ہے‘‘۔

(تاریخِ احمدیت جلد 20 صفحہ 189-200)

جناب سیّد کمال یوسف صاحب کی زبانی پہلا سفر سویڈن

مکرم سیّد کمال یوسف صاحب نے خاکسار کی درخواست پر مصلح موعودؓ کا ان کو سویڈن کے لئے بھیجنے کی کہانی یوں سنائی۔

’’حضورؓ نے پاکستان پہنچتے ہی میرے بارے میں پوچھا۔ انہیں بتایا گیا کہ جامعہ کا آخری سال ہے۔ حضورؓ نے فرمایا کہ کہ اسے فوراً اسکینڈے نیویا کے لئے روانہ کرو! اس زمانہ میں پاسپورٹ بنانا ایک بڑا مسئلہ ہوتا تھا چھ ماہ بنانے میں لگ گئے حضرت مصلحِ موعودؓ نے پوچھا تو ان سے عرض کر دی کہ پاسپورٹ تو بن گیا ہے لیکن ٹکٹ کے لئے رقم نہیں ہے۔ حضورؓ نے فرمایا بحری جہاز پر بھیج دو۔ الغرض خاکسار حضرت مصلح موعودؓ کی دعاؤں کے صدقے مختلف مراحل سے گزرتا ہوا ہیمبرگ پہنچ گیا۔ ہیمبرگ میں اللہ کے فضل سے جماعت کا مشن قائم تھا، جس کے انچارج چوہدری عبداللطیف صاحب تھے، اُس وقت چوہدری صاحب باقی مغربی ممالک کے مشنریز کے بھی انچارج تھے۔ انہوں نے ہی میرا سویڈن پہنچنے کا انتظام کرنا تھا۔ حضرت مصلحِ موعودؓ کا حکم تھا کہ چوہدری عبداللطیف صاحب بھی مربی سویڈن کے ہمراہ سویڈن تک جائیں۔ میری خوش قسمتی کہ ہیگ میں حضرت چوہدری سرظفراللہ خان صاحبؓ موجود تھے انہوں نے پہلے ہی اپنی گاڑی میں فن لینڈ جانے کا پروگرام بنا رکھا تھا۔ انہوں نے چوہدری صاحب اور خاکسار کو بھی ہمسفر بننے کی خواہش کی۔ لہٰذا ہم حضرت سرظفراللہ خان صاحبؓ کی گاڑی میں سویڈن پہنچے‘‘

الغرض! سویڈن کے دارلخلافہ گوٹن برگ پہنچ کر دونوں مربیان نے سب سے پہلے رہائش ڈھونڈنے کی طرف توجہ کی رہائش ڈھونڈنے کے ساتھ ساتھ ملک کی مختلف سوسائیٹز اور متعلقہ اداروں سے رابطہ کیا، ایک پریس کانفرنس بھی کی گئی یہ تمام رابطے اس لئے کرنا ضروری تھے تا کہ شہر کی فضا میں یہ خبر پھیل جائے کہ اس ملک میں اسلام کے مبلغ پہنچ گئے ہیں۔ تا کہ جس کو دینِ اسلام کے بارہ میں تجسس ہو وہ آئے اور مبلغ سے مل کر معلومات حاصل کرے۔ جناب چوہدری عبدالطیف صاحب گوٹن برگ میں ایک ہفتہ قیام کے بعد نئے مربی سلسلہ، جناب سّید کمال یوسف صاحب کو سویڈن میں چھوڑ کر خود جرمنی واپس آ گئے۔

الغرض جرمنی کا مشن چونکہ ان تمام مغربی ممالک کا ہیڈ کوارٹر تھا لہٰذا حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایت کے مطابق چوہدری عبداللطیف صاحب کی سویڈن میں 1961ء تک نگرانی تو رہی مگر تمام ذمے داری لوکل مربی سلسلہ کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مشن سویڈن کو پہلا پھل 1956.08.07ء میں ایک سویڈش Gunner Eriksen کی صورت میں دیا یہ وہی نوجوان تھے۔ جنہوں نے حضرت مصلح موعودؓ کو سویڈن میں مشن کھولنے کی تحریک کی تھی۔ ان کا اسلامی نام ’’سیف الاسلام محمود‘‘ رکھا گیا۔ یہ نوجوان نو مبائع، جماعت کے لئے بہت مفید ثابت ہوئے۔ سویڈن کے اعزازی مبلغ بنا دیئے گئے اور بہت جلد ان کی ادارت میں ایک رسالہ بھی نکلنا شروع ہو گیا جو تینوں ممالک کی زبانوں میں جاری ہوا۔ اس سے پہلے سیّد کمال یوسف صاحب ڈنمارک اور فن لینڈ کے دورے بھی کرتے رہے، فن لینڈ میں ترک قوم کے مسلمانوں میں تقاریر بھی کیں۔ ڈنمارک میں ڈینش زبان میں لٹریچر بھی پہنچایا جاتا رہا اور لیکچر بھی دئے جاتے رہے۔ ڈنمارک کا مشن 1959ء میں کھولا گیا اور اسے دو سال جرمنی کی نگرانی میں رکھ کر 1961ء میں بالکل آزاد حیثیت دے دی گئی۔

1958ء میں جناب کمال یوسف صاحب نے حضرت مصلحِ موعودؓ کی اجازت سے ناروے میں بھی باقاعدہ مشن کا آغاز کر دیا۔

یوں 1961ء میں صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب حضرت مصلحِ موعودؓ کی ہدایت پر کوپن ہیگن تشریف لائے کوپن ہیگن کا مشن مکرم کمال یوسف صاحب کے حوالے کیا اور انہیں اضافی کام تینوں ممالک کے انچارج ہونے کا بھی دے دیا۔ یوں ہمارے پیارے امام حضرت مصلح موعودؓ کی امامت، ان کی اولوا لعزمی اور اللہ کے فضل سے سویڈن، ناروے اور ڈنمارک تینوں ممالک کے الگ الگ مشن کھُل گئے۔

(تاریخِ احمدیت، جلد 17 صفحہ 491-497 تک سے لی گئی معلومات)

خلافتِ ثانیہ کے دور میں اسکینڈے نیویا میں اسلام کی اشاعت کا مختصر خاکہ

حضرت مصلح موعودؓ کو اللہ تعالیٰ نے اسکینڈے نیویا کے ممالک میں وحدانیت کا پرچار کرنے اور اسلام کی تبلیغ کے لئے بنیادی ڈھانچے کھڑے کرنے کا جتنا وقت دیا وہ 1956ء سے 1965ء تک کا بنتا ہے۔ تاریخ احمدیت جلد 18 صفحہ نمبر 89 میں لکھا ہے کہ

’’اللہ کے فضل سے دو مبلغین، جو مرکز سے تشریف لائے تھے، جناب سیّد کمال یوسف صاحب اور سیّد مسعود احمد صاحب

ان کی شبانہ روز محنت سے اسلام بہت تیزی سے پھیلنے لگا۔قرآن پاک کے تراجم، اور اشاعت کا کام بہت بڑھ گیا تھا۔مشن کو اتنی وسعت ہوئی تینوں ممالک میں سے ایک ایک مخلص نو مبائع کو اعزازی مبلغ کی ذمے داری سونپی گئی۔جن میں عبدالسلام صاحب ڈنمارک میں، الحاج سیف السلام محمود ایرکسن سویڈن میں اور مکرم نور احمد بولستاد ناروے، کے نو مبائعین شامل تھے،‘‘ گوٹن برگ، مالمو، اسٹاک ہالم، ڈنمارک اور اوسلو کے علاوہ دوسرے شہروں میں بھی بیعتیں ہوئیں

لہٰذا ان سب خدمت گاران نے مل کر حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی الہامی خبر کہ ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘ کی ایک واضح جھلک دنیا کو دکھادی۔ اسکے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی وہ پیشگوئی جو ’’پیشگوئی مصلح موعود‘‘ کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔اور جس میں حضرت مصلح موعودؓ کے متعلق اللہ تعالیٰ کے وہ الفاظ’’ کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا‘‘ بھی پورے کر دیئے۔ الحمد للہ۔

دورِ ثالثہ میں اسکینڈے نیویا میں اسلام کی ترقی

1965ء حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنے حصے کے کام کر کے اپنے رب کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ نے جماعت کی باگ ڈور سنبھالی۔ان کے دورِ خلافت میں اللہ تعالیٰ نے مزید ترقیاں عطا فرمائیں۔ اسکینڈے نیویا میں مساجد کی تعمیر اور اسلام کی اشاعت وتبلیغ کا جو خواب ان کے والد بزرگوار نے دیکھا تھا۔ اس کو آگے بڑھانے کا وقت آچکا تھا۔

(تاریخ احمدیت جلد نمبر 17 صفحات 479-489 لیے گئے حقائق)

1967ء سے 1969ء تک اسکینڈے نیویا کے ممالک میں احمدیت اور اسلام کی ترقی کا وقت تھا، آئس لینڈ، فن لینڈ کے یوگوسلاوین لوگوں نے خود رابطے کر کر کے مربیان سے معلومات لیں اور احمدیت قبول کی، 1970ء میں مرکز سے ایک اور مربی سلسلہ جناب منیر الدین احمد صاحب تشریف لائے۔ ان کے حصے میں سویڈن کا مشن آیا۔انہی دنوں سویڈن میں خدا کا گھر بنانے کے لئے زمین کی تلاش کا کام شروع ہوا، اسکے لئے زمین ڈھونڈ نا تھی۔ لہٰذا یہ کام مکرم سیّد کمال یوسف صاحب کو سونپا گیا تھا۔ مناسب جگہ پر مناسب قیمت میں زمین ڈھونڈ نا آسان نہیں تھا بہر حال اللہ نے مدد کی زمین لیز پر لینے اور سنگِ بنیاد رکھنے کا کام انہوں نے 1975ء تک مکمل کر لیا اللہ کے فضل اور مدد سے باقی کا کام سویڈن کے نئے نامزد

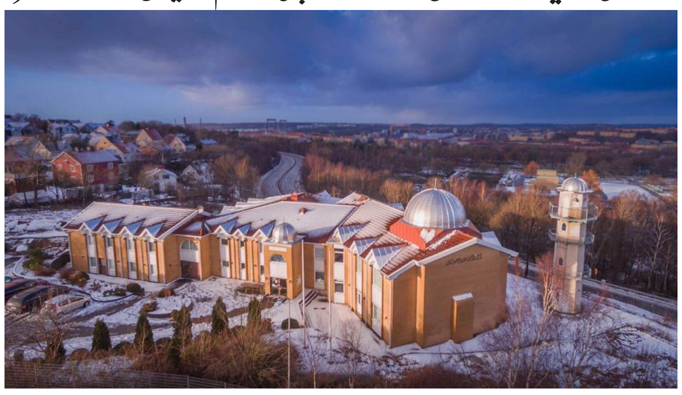

مربی سلسلہ منیر الدین احمد صاحب نے سنبھالا اور 1976ء میں مسجد (مسجد ناصر) کا افتتاح بھی کر لیا۔ الحمد للہ۔

اسکینڈے نیویا میں اسلام کی پہلی مسجد

اسکینڈے نیویا میں اسلام کی پہلی مسجد نصرت جہاں کی بنیاد ڈنمارک میں جولائی 1966ء کو صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے رکھی۔ چونکہ یہ اسکینڈے نیویا میں اسلام کا پہلا باقاعدہ مشن اور خدا کا گھر بنایا جا رہا تھا، اسلئے ڈینش میڈیا نے اسے خوب مشتہر کیا۔ ایک روز پہلے ہی ریڈیو پر اس کے متعلق خبریں دی جانے لگیں۔ اخبارات نے بھی اسکا بہت چرچا کیا۔ افتتاح کے مبارک دن بہت سے ممالک کے سفیر اور مندوبین بھی شامل تھے۔ یہ جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ نو مبائع سیف الاسلام صاحب جو اعزازی مبلغ بھی تھے نے اذان دی اور حضرت ظفر اللہ خان صاحبؓ نے اُس روز جمعہ کا خطبہ دیا اور نماز جمعہ پڑھائی۔حضرت ظفر اللہ خانصاحبؓ کے جمعہ پڑھانے کی خبر اور ان کی موجودگی کو میڈیا نے بہت اہمیت دی۔ اللہ کے فضل سے مسجد مکمل ہونے کے بعد اس کا افتتاح 1967ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے کیا۔ اس مسجد کی ایک بہت اہم اور تاریخی بات یہ ہے کہ چونکہ مسجد نصرت جہاں کے لئے زمین 1964ء میں ہی خریدی جا چکی تھی، لہٰذا حضرت مریم صدیقہ صاحبہؓ اہلیہ (حضرت مصلح موعودؓ) جو کہ صدر لجنہ مرکزیہ بھی تھیں نے حضرت مصلح موعودؓ کے پچاس سالہ دورِ خلافت کے شکرانے کے طور پر لجنہ کو ایک مسجد بنانے کی تحریک کی، اور اسکے لئے ’’نصرت جہاں مسجد‘‘ کوپن ہیگن تجویز کی گئی۔ یوں اسکینڈے نیویا کی پہلی مسجد لجنہ اماء اللہ کی قربانیوں سے تعمیر ہوئی۔ الحمد للہ

ڈنمارک کی ایک اخبار lollandstidene نے 25جولائی اگست 1967ء کے پرچے میں لکھا کہ!

’’آج مسلمانوں کا مذہب، یعنی دین اسلام ڈنمارک میں پھیلایا جا رہا ہے۔ کوپن ہیگن میں پہلی مسجد تعمیر ہوگئی ہے۔ اس کا افتتاح بھی عمل میں آچکا ہے‘‘ اس کے آٹھ برس بعد نومبر 1975ء کو سویڈن کے شہر گوٹن برگ میں مسجد ناصر کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔ تکمیل کے بعد اس کا افتتاح 1976ء کو کیا گیا۔ اس وقت وہاں کے مبلغ انچارج مکرم منیر الدین احمد صاحب تھے۔

یوگوسلاوین لوگوں میں احمدیت کی مقبولیت

اکتوبر 1975ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ گوٹن برگ دورہ پر آئے یہاں یوگوسلاوین لوگوں کے ساتھ ایک مجلس تھی۔ اس مجلس کا حال پڑھیئے۔ سترہ اکتوبر 1975ء کی الفضل ربوہ میں۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دورہ گوٹن برگ کے دوران یوگوسلاوین احباب کے ساتھ ملاقات کے متعلق الفضل کے اخباری نمائندے جناب مسعود احمد دہلوی صاحب کا بیان تحریر ہے کہ

’’اس تمام عرصہ میں یوگوسلاوین دوستوں پر ایک ایسا کیف کا عالم طاری رہا کہ یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ اس عالم میں نہیں۔ اور ان کی جانب سے ذوق وشوق کا اظہار خدائی تصرف کے تحت ہو رہا ہے‘‘ اس مجلس کے بعد ایک مخلص احمدی برادرم شعیب موسیٰ صاحب نے اپنی اہلیہ سے فارم بھرنے کو کہا جو کہ پہلے ہی یہ نیک کام کرنا چاہتی تھیں، اس کے بعد مزید چودہ احباب نے فارم بھرے اور بیعت کے سلسلہ میں داخل ہوگئے، جن میں چھ مرد اور آٹھ خواتین تھیں۔ الحمد للہ

اسکینڈے نیویا میں شامل انتہائی شمالی علاقے ناروے کا محلّ وقوع

اگر اسکینڈے نیویا یورپ کے شمال مشرق میں واقعہ ہے تو اس میں شامل سرزمین ناروے انتہائی شمال میں واقعہ ہے۔

ناروے جو زمین کا کنارہ بھی کہلاتا ہے۔ روس، ڈنمارک اور سویڈن ناروے کے ہمسائیہ ممالک کہلاتے ہیں، سویڈن کی سرحد تقریباً 1600 کلو میٹر تک ملتی ہے جبکہ ناروے اور ڈنمارک کے درمیان خشکی کا کوئی رستہ نہیں سمندری راستہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ اگر خشکی کے رستے جانا ہے تو پھر براستہ سویڈن جایا جاتا ہے۔ روس کے ساتھ ناروے کی ہمسائیگی، 198 کلومیٹر تک چلتی ہے۔ ایک اور ملک فن لینڈ بھی ناروے کا سرحدی ہمسائیہ ہے۔انتہائی شمال میں ہونے کی وجہ سے اسے ’’زمین کا کنارا‘‘ کہتے ہیں۔ گلیشیر، جھیلوں، آبشاروں، چشموں، برفانی پہاڑوں، اور گرمیوں میں بڑے سے بڑے اور سردیوں میں چھوٹے سے چھوٹے دنوں والے اس ملک میں احمدیت کے آغاز کا حال اوپر گزر چکا ہے، یہ ہم جان چکے ہیں کہ اس ملک میں احمدیت حضرت مصلح موعودؓ کی تدبیر سے براستہ ڈنمارک اور سویڈن پہنچی تھی۔

1978ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ لندن میں کسرِ صلیب کانفرنس کے لئے تشریف لائے تو کانفرنس کے کامیاب انعقاد کے بعد 24 جولائی کو روانہ ہو کر 25 جولائی کو اوسلو میں رونق افروز ہوئے اور 26 جولائی کو ایک پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔

اس خطاب کے متعلق اخبار کی خبر

روزنامہ Arbeider bladet میں 31 جولائی 1978ء میں بعنوان ’’اسلامی خلیفہ نے ناروے کو عیسائیت سے لاتعلق کر چھوڑا‘‘ کے تحت اخبار میں لکھا ہے کہ

’’اسلام تمام بنی نوع انسان کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے آیا ہے۔(یعنی اس کے مخاطب ہر قوم اور ہر فرد ہے) اسلام میں روئے زمین کا ہر انسان جب چاہے داخل ہوسکتا ہے۔ جہاں تک قبولِ اسلام کا تعلق ہے اس میں دیر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جس کسی کو بھی جب بھی قبول حق کی سعادت ملے۔ اس کے لئے غنیمت ہے‘‘ یہ خلاصہ ہے مسلمان فرقہ احمدیہ کے خلیفہ حضرت مرزا ناصر احمدؒ کی اس گفتگو کا جو انہوں نے گذشتہ بدھ (24جولائی 1978) کو اوسلو میں اخباری نمائندوں سے ایک ملاقات کے دوران فرمائی۔ خلیفۃ المسیح اس خالص مذہبی جماعت کے روحانی سربراہِ اعلیٰ ہیں اخبار نے مزید لکھا کہ ’’ دنیا بھر میں اس جماعت کے افراد کی تعداد ایک کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ جن میں ناروے میں رہنے والے 130باشندے بھی شامل ہیں۔‘‘ گو کہ ان لوگوں کو وحدانیت کا سبق پڑھانا مشکل کام تھا، کہنے کو یہاں عیسائی مذہب کا راج تھا، مگر چونکہ عیسائیت بھی ان پر ایک طرح سے نافذ ہی کی گئی تھی لہذا کوئی مذہب ان کے دلوں میں جذب نہیں ہوا تھا۔ اور خصوصاً وہ علاقہ جس میں دارالحکومت اوسلو ہے وہاں تو مذہب کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ لیکن لوگ انتہائی شریف اور بھلے مانس ہیں۔ ہاں جنوبی علاقے کرسچیان سند (Kristiansand) میں عیسائیت کا بہت زور اور احترام ہے، اور عیسائیت کو پھیلانے اور مذہب کی پابندی کرنے والے ایک کثیر تعداد میں موجود ہیں۔

ناروے میں مسجد نور کی تعمیر

ہم ایک سے زیادہ مرتبہ پہلے بھی مکرم نور بولستاد صاحب کا نام لے چکے ہیں۔ ناروے میں احمدیت کے تفصیلی بیان سے پہلے ضروری ہے کہ جناب مکرم نور احمد بولستاد کا کچھ ذکر ہو جائے۔ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ سویڈن کا مشن 1956ء میں وجود میں آیا۔ سویڈن کے مربی سلسلہ، مکرم سیّد کمال یوسف صاحب، تمام اسکینڈے نیویا کے ممالک کو سنبھال رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر کرم کیا اور ایک برس بعد ہی ایک سفید پرندہ پکڑ کر جماعت کی جھولی میں ڈال دیا۔ یہ مکرم نور احمد بولستاد تھے۔ مکرم نور صاحب نارویجین باشندے ہیں جنہوں نے 1957ء میں بیعت کی۔ نور صاحب کی بیگم اور بچوں کی بھی بیعت ہوئی اللہ تعالیٰ نے یہ مدد مربی سلسلہ کو ہی نہیں عطا کی بلکہ ان کی بیعت سے اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ ناروے پر بہت بڑا فضل کیا۔ مکرم نور بولستاد صاحب ناروے جماعت کا ستون ہیں۔ ان کی علمی بصیرت اور مفکرانہ سوچ اور استدلالی خطابت نے اب تک سینکڑوں جماعتی، اور غیر جماعتی فورم پر توحید اور اسلام کا بھرپور دفاع کیا ہے۔ آپ کا وجود ہماری جماعت کے لئے ایک قیمتی اثاثہ ہے۔

1956ء کے جلسہ سالانہ پر حضرت مصلح موعودؓ نے ناروے کی مسجد کے لئے جگہ لینے کا ذکر کیا تھا۔ جس میں یہ اشارہ تھا کہ شائد پہلے ناروے میں مسجد بنے گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا کہ پہلے سویڈن کی مسجد بنے۔ ناروے میں مشن تو قائم ہو چکا تھا۔ اور مکرم مولانا کمال یوسف صاحب نے کام بھی شروع کر دیا تھا۔ ناروے کی جماعت کے افراد کی تعداد دوسرے متعلقہ ممالک سے زیادہ تھی۔ مگر مسجد کی تعمیر میں ابھی روک تھی 1980ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ارشاد پر ناروے کے لئے مسجد کی جگہ ڈھونڈنے کی سعادت مکرم مولوی منیر الدین احمد صاحب کے حصے میں آئی، بہت کوشش کی گئی کہ شہر میں جگہ مل جائے مگر بات نہ بنی، ملک بلجیم کے سفارت خانے کی عمارت بک رہی تھی۔ مولوی صاحب کو معلوم ہوا انہوں نے کوشش کر کے اس کی تفصیل لی اور حضور کو رپورٹ کر دی۔ جلد ہی منظوری آ گئی۔ یہ تین منزلہ عمارت ہے جس میں دو مربیان کے لئے رہائش کی بھی گنجائش تھی۔ عمارت کا سودا ہو گیا۔ اور 1980ء میں اوسلو مسجد جس کا نام ''مسجد نور'' رکھا گیا کا افتتاح کرنے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ پاکستان سے تشریف لائے۔

ناروے کی پہلی مسجد (نور) کے افتتاح کی کچھ قابلِ ذکر یادیں

گو کہ اس وقت تک ناروے میں احمدی حضرات کی آبادی ہمسائیہ ممالک کی احمدی آبادی سے زیادہ تھی، مگر یہاں مسجد بنانے کا وقت، اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہی تھا۔ یکم اگست 1980ء میں بروز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مسجد کا افتتاح نمازِ جمعہ پڑھا کر کیا۔ یہ مسجد ناروے کی پہلی، اسکینڈے نیویا کی تیسری اور برِّاعظم یورپ کی آٹھویں مسجد بنتی ہے۔ (اس مسجد کی ایک اور خاص بات یہ ہے کہ نئی صدی کی مساجد کی تعمیر کے تعلق میں گوٹن برگ کی مسجد (مسجد ناصر) جو 1976ء میں مسجد نور سے پہلے بنائی گئی تھی پہلی مسجد تھی اور دوسرا طیب وشیریں ثمر مسجد نور تھی)

''مسجد نور'' کی ایک اور خاص بات حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا اس کا نام حاجی حرمین سیّدنا حضرت مولوی نورالدینؓ کے نام پر ''مسجد نور'' رکھنا تھا یہ نام ناروے کے ساتھ مناسبت کے اعتبار سے اور بھی بہت سی حکمتیں اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ لفظ ''نور'' جو عربی لفظ ہے خود ناروے کے نام کا پہلا حصہ ہے۔ نور سے ناروے کی ایک اور مناسبت یہ بھی ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ نے اسلام قبول کرنے والے سب سے پہلے باشندے مسٹر بولستاد کا اسلامی نام ''نور احمد'' رکھا تھا۔ اس مبارک موقع پر یورپ سے احمدی احباب کے علاوہ، اسکینڈے نیویا کے نومسلم احباب اور اخباری نمائندے بھی شامل تھے۔ اس کے علاوہ متعدد یورپی ممالک اور دوسرے ممالک جن میں آسٹریا، بنگلہ دیش، ترکی، چین اور فرانس کے قونصل جنرل اور کئی دوسرے ملکوں کے سفارتی نمائندے بھی مدعو تھے۔ جنہوں نے جمعہ کی افتتاحی نماز کا منظر مسجد سے ملحق لائبریری میں بیٹھ کر دیکھا نماز کے بعد حضورؒ نے سفارتی نمائندوں سے ایک گھنٹہ تک گفتگو فرمائی۔ ان سے مبارک باد وصول کی اور جواباً ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مساجد کی اہمیت اور اسلام کی فضیلت پر بہت احسن پیرائے میں روشنی ڈالی۔

(بشکریہ، دورہ مغرب، صفحہ 220-225)

نارویجین قوم کی کچھ مخصوص عادات ہیں، انہیں وحدانیت اور مذہب سے کوئی خاص سروکار نہیں۔ کہنے کو یہاں عیسائی مذہب کا راج تھا، مگر چونکہ عیسائیت بھی ان پر بزورِ شمشیر نافذ کی گئی تھی لہٰذا کوئی مذہب ان کے دلوں میں جذب نہیں ہوا تھا۔ لیکن ان لوگوں کی طبیعت میں نرمی، محبت، خلوص، خدمتِ خلق، صلح جوئی حد سے زیادہ ہے۔ جن لوگوں نے عیسائیت سمجھ کر دل سے قبول کی تھی وہ بائبل کی اخلاقیات پر پوری طرح قائم تھے۔ لیکن ایک کثیر تعداد خدا کی وحدانیت پر یقین نہیں رکھتے۔ لوگوں کو وحدانیت کا سبق پڑھانا مشکل کام تھا۔ لیکن جس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دینا ہوتی ہے اس کا دل نرم کر دیا جاتا ہے۔ مسجد کا قیام اور مربیان کی خلافت کی ہدایات کے مطابق کی گئی محنتیں اور تبلیغی تدابیر اور سب سے بڑھ کر خلفائے احمدیت کی یہاں بار بار آمد نے نارویجین قوم کے علاوہ دوسری اقوام کے لوگوں کے دل بھی اسلام اور احمدیت کی طرف پھیر دیئے۔ کیونکہ مسجد کا قیام ہی کسی بھی گروہ کے لئے اتحاد اور یک جہتی کا حصول بن جاتا ہے۔ اور مسجد سے جڑے افراد مسجد سے منسلک مقاصد کو پورا کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں چنانچہ یہاں بھی انہی روایتی سلسلوں کا آغاز ہوا۔ اوسلو میں مقیم احمدی حضرات کو ایک خانہ خدا مل گیا اور باہم اکٹھے ہو کر دینِ اسلام کو ناروے کی دہریت زدہ فضا میں پھیلانے کے لئے کوششیں شروع کر دیں۔

نور مسجد میں حادثہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے جماعت ناروے کو مسجد تو دے دی، لیکن خوشیوں کے ساتھ ساتھ آزمائش بھی لگی ہوتی ہے۔ مسجد بننے کے ساڑھے چار سال کے بعد ایک رات مسجد کی سیڑھیوں میں دھماکا ہوا۔ جو کہ ملک کی ایک نیشنل پارٹی کی طرف سے ایک نوجوان لڑکے کے ذریعے چار کلو بارود رکھ کر مسجد تباہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ عمارت کو نقصان تو ہوا مگر اللہ تعالیٰ نے مربی سلسلہ مکرم کمال یوسف صاحب کی فیملی کو بچا لیا۔ جماعت اور مسجد میں موجود فیملی کے لئے وقتی صدمہ تو بہت زیادہ تھا لیکن خلیفۂ وقت کی دعاؤں اور اللہ کے فضل سے وقت کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے نقصان کی تلافی ہوگئی۔

خلافتِ رابعہ کا دور

جب اللہ تعالیٰ نے سلسلہ احمدیہ کے تیسرے مظہر کو اپنے پاس واپس بلا لیا تو، اس الٰہی جماعت کو چلانے کا بیڑا حضرت مرزا طاہر احمد کو سونپا گیا۔ خلفائے احمدیت کا یورپ کے لئے یا کسی بھی بیرونی برِّاعظم کا دورہ انتہائی اہم اور مفید ہوتا ہے۔ اپنی جماعت کی تربیت کے لئے بھی اور دوسری قوموں کو سچے خدا کا پیغام پہنچانے کے حوالے سے بھی۔

1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اپنے پہلے دورہ اسکینڈے نیویا کے لئے تشریف لے گئے۔ جو کہ جماعت کے افراد کے لئے اور مجموعی طور پر دوسرے لوگوں کے لئے بھی بہت مفید رہا۔ مسجد نور کی لائبریری میں ہی ایک پریس کانفرنس ہوئی، جس میں اخباری نمائندوں نے ہر قسم کے سوالات کئے۔ یورپ میں احمدی نومبائعین کی تعداد کے سلسلے میں ایک سوال کے جواب میں حضورؒ نے فرمایا کہ ''ہم اپنی طاقت کا مدار تعداد پر نہیں رکھتے بلکہ ایمان اور اخلاص پر رکھتے ہیں۔ ایسے صاحبِ ایمان، مخلص و وفا شعار اور سراپا ایثار خواہ چند ہی ہوں۔ وہ طاقت کا نہایت مؤثر ذریعہ ہیں'' حضورؒ نے ناروے کے علاوہ ڈنمارک اور سویڈن کا بھی دورہ کیا اور مختلف اقوام اور مذاہب کے لوگوں سے ملاقات کر کے اسلام اور زندہ خدا کا پیغام پہنچایا۔

1987ء میں جماعت کی حکمتِ عملی سے پاکستان اور افریقی ممالک سے اچھی خاصی تعداد میں احمدی خاندان ہجرت کر کے ناروے میں پناہ گزین ہوئے، اس کے بعد بھی آہستہ آہستہ تعداد بڑھتی رہی۔ اور تبلیغ کا کام زیادہ تیزی اختیار کرتا رہا۔

نارتھ کیپ (North Cape) میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی آمد

یہ ناروے کا انتہائی شمالی خشکی کا علاقہ ہے۔ جس میں چھ ماہ سورج ڈوبا رہتا ہے اور چھ ماہ سورج مسلسل رہتا ہے یعنی ڈوبتا نہیں۔ یہ علاقہ ناروے کے دارالخلافہ اوسلو سے تقریباً (2500) کلو میٹر شمال کی طرف ہے۔ 1993ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ماہ جون میں ایک قافلے کے ساتھ اس تاریخی مقام کی سیر کو تشریف لے گئے۔ مضمون طویل نہ ہو جائے اسلئے اس دورے کی چند ایک خاص خاص باتیں پیش کی جارہی ہیں۔

- حضورؒ کے ہمراہ ان کے ساتھ سفر کرنے والے خاص جماعتی نمائندے اور حضور کی بیٹیاں اور داماد تھے۔
- اوسلو سے چند احباب بھی شامل تھے۔
- اوسلو کے ایک مخلص ممبر مکرم رشید احمد چوہدری نے اس سارے دورے اور سیر کا انتظام کیا تھا۔
- قافلے نے یہاں جمعہ بھی ادا کیا۔

- حضور نے اپنے خطبہ جمعہ میں آنحضور ﷺ کی ایک حدیث (جو طوالت کی وجہ سے درج نہیں کی جارہی) کا ذکر فرما کر یہ بات ثابت کی کہ یہی وہ مقام ہے جس کے متعلق احادیث میں آ چکا ہے کہ ایسے علاقے بھی ہیں جہاں دن اور رات چھ، چھ ماہ کے ہوتے ہیں

- اسکے ساتھ حضورؒ نے اس بات پر بھی روشنی ڈالی کہ Alaska کے علاقے میں جو ایسی ہی خصوصیت رکھتا ہے احمدی جا چکے ہیں اور پانچ نمازیں بھی دن کی روشنی میں پڑھ چکے ہیں۔
- مگر حدیثِ مبارکہ کے مطابق ایسے علاقے میں جس میں کہ دن چوبیس گھنٹے کا ہو۔میرے علم کے مطابق،اس سے پہلے باجماعت جمعہ اور نماز ادا نہیں کی گئی لہٰذا چوبیس گھنٹوں کے دن والے علاقے میں باجماعت نماز اور جمعہ مبارک پہلی مرتبہ کا جمعہ ہے جس میں اُمّتِ مسلمہ کے ہر طبقے کی نمائندگی ہو رہی ہو۔۔۔حضورؒ کا فرمانا تھا کہ اس قافلے میں اس وقت مرد عورتیں اور بچے بھی ہیں۔گویا سب طبقے کے افراد شامل ہیں۔
- آخر میں حضورؒ نے فرمایا کہ ''پس میں ناروے کی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ کوشش کریں کہ مقامی لوگوں کے ساتھ رابطے پیدا کریں'' اس کے علاوہ حضورؒ نے جماعت ناروے سے یہ وعدہ بھی کیا کہ ''اگر ناروے کی جماعت یہاں کے لوگوں میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو داخل کر دیں تو میں تمام جماعت عالمگیر کی طرف سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ ،اگر آپ کو توفیق نہ ہوئی تو ہم نارتھ کیپ میں ان شاء اللہ دنیا کی سب سے پہلی مسجد بنائیں گے''

(25 جون 1993ء الفضل ربوہ کے خطبہ سے لی گئی معلومات)

خلافتِ خامسہ میں ناروے میں یورپ کی دوسری بڑی مسجد کی تعمیر

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت ناروے پھل پھول رہی تھی۔آبادی بڑھ رہی تھی۔''مسجد نور'' جماعت کی جملہ ضروریات پوری نہیں کر سکتی تھی۔ایک بڑی مسجد کی ضرورت تھی۔نئی مسجد کے لئے ناروے جماعت کو ایک لمبے پراجیکٹ سے گزرنا پڑا،مختصر یہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی منظوری سے 1994ء میں اوسلو شہر میں مسجد کی جگہ خریدی گئی۔جنوری 1999ء میں اسکی بنیاد رکھی گئی مگر بعض ٹیکنیکل وجوہات کی وجہ سے مسجد کی تعمیر کا کام رک گیا،دوبارہ غور کیا جانے لگا،قریب تھا کہ مسجد کی خرید ہوئی جگہ بیچ دی جائے مگر 2005ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ ناروے دورہ پر تشریف لائے۔حضور انور نے پہلی بار مسجد کی جگہ کا دورہ کیا،اور فیصلہ کیا کہ مسجد یہیں بنائی جائے گی۔اگلے روز خطبہ جمعہ میں حضور انور نے جماعت ناروے کو احساس دلایا کہ '' یاد رکھیں یہ آخری موقعہ ہے اگر اس دفعہ بھی اور اجازت ملنے کے بعد بھی آپ اسے تعمیر نہ کر سکے تو پھر زمین بھی ہاتھ سے نکل جائے گی...پس آج ایک ہو کر اس گھر کی تعمیر کریں۔اس کی تعمیر سے جہاں آپ جماعت کے وقار کو روشن کر رہے ہونگے وہاں اپنے لئے خدا کی رضا حاصل کرتے ہوئے جنت میں گھر بنا رہے ہونگے۔''

(خطبہ جمعہ 23 ستمبر 2005ء)

اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس کے فرمان اور خواہش کرنے کے بعد جماعت ناروے کی قربانیوں کو پھل لگایا اور سنگِ بنیاد کے تیرہ برس بعد ایک عظیم مسجد تیار ہوگئی۔جس کا افتتاح حضور انور ایدہ اللہ نے 30 ستمبر کو کیا۔الحمد للہ۔اس میں کوئی شک نہیں کہ ناروے جماعت نے اکیلے اس مسجد کے اخراجات پورے کئے ہیں۔

ناروے کی جماعت اس وقت تقریباً 1500 کے قریب نفوس پر مشتمل تھی۔مگر دن رات کی محنت اور مالی قربانیوں نے ان کو اس مسجد کی صورت میں بہت بڑا انعام عطا کیا۔مکرم ذرتشت منیر احمد صاحب جو کہ اس وقت امیر جماعت تھے اور مکرم شاہد احمد کاہلوں صاحب مربی سلسلہ نے بہت محنت سے اس تمام کام کو سنبھالا۔مکرم شاہد صاحب بحیثیت نائب امیر جماعت اور مربی انچارج اسی مسجد میں رہائش پذیر ہیں۔آج اوسلو کی مسجد ناروے کی خوبصورت عمارتوں میں شمار ہوتی ہے۔وباء سے پہلے تقریباً ہر ہفتے کوئی نہ کوئی اسکول،یونیورسٹی یا کسی اور ادارے کے طلباء مسجد کا دورہ کرنے آتے رہے ہیں۔(ان شاء اللہ یہ سلسلہ آئندہ بھی جاری رہے گا) مسجد کے دورہ پر آنے والے لوگ متعلقہ مربیان اور عہدیداران سے سوال وجواب کرتے ہیں اور اسلام احمدیت کے متعلق معلومات لے کر جاتے ہیں۔

مسجد مریم کرسچن سنڈ (Kristiansand)

1987ء میں ناروے کی جنوبی علاقے (کرسچن سنڈ) میں کچھ خاندان پاکستان سے آکر آباد ہوئے۔کچھ ماہ میں یہاں جماعت قائم کر دی گئی۔گویا یہ دوسری بڑی جماعت تھی۔ایک ڈیڑھ سال کے عرصہ میں یہاں جماعت کی تعداد چالیس کے قریب ہوگئی۔یہ علاقہ عیسائیت کا علاقہ جانا جاتا ہے۔اب تک جماعت میں کچھ لوکل افراد بھی احمدیت قبول کر چکے ہیں۔نوّے کی دہائی میں یہاں ایک مربی سلسلہ نعمت اللہ صاحب کی تعیناتی ہوئی،کچھ عرصہ بعد انہیں پاکستان بلا لیا گیا۔

2013ء میں لندن سے شاہد کی ڈگری پانے والے مربی سلسلہ،یاسر عتیق فوزی صاحب کو مربی بنا کر بھجوایا گیا۔کچھ عرب احباب بھی وہاں ہجرت کر کے پہنچے ہوئے ہیں،ماشاء اللہ جماعت میں نئی روح پیدا ہوئی ہے۔2020ء سے یاسر فوزی صاحب کو وہاں سے تبدیل کر کے اس علاقے سے تقریباً ساڑے تین سو کلو میٹر دور جنوب میں ایک بڑے شہر۔ستونگر (Satvangar) بھیج دیا گیا ہے۔اور کرسچیان سٹڈ (Kristiansand) میں ایک اور نوجوان مربی سلسلہ مکرم طاہر احمد خان صاحب خدمات انجام دے رہے ہیں۔اس شہر میں ایک عمارت خرید کر مسجد بنائی جارہی ہے جس کا نام ''مسجد مریم'' ہے۔اس کے علاوہ شمال کی طرف ایک بڑے شہر Trondheim میں ایک اور نوجوان مربی سلسلہ مکرم ہارون احمد صاحب بطور مربی سلسلہ اسلام اور احمدیت کے نفاذ کے لئے کوشاں ہیں۔اس وقت میڈیا کا دور ہے۔اڑھائی برس سے تو COVID19 نے سب کو گھروں کے اندر بٹھایا ہوا ہے مگر میڈیا کے ذریعے بھی ماشاء اللہ خوب تبلیغ کا کام ہو رہا ہے۔

خلفائے احمدیہ کی ملک ناروے کے لئے پسندیدگی

اس میں کوئی شک نہیں کہ ناروے کا ملک اپنے اندر غیر معمولی خوبصورتی اور دلکشی رکھتا ہے۔اس کا موسم سرما بھی خوبصورت ہے اور گرما بھی۔یہ دیکھنے والے کی نظر اور ذوق پر منحصر ہے کہ موسم کی دو انتہاؤں سے کیسے لطف اندوز ہوتا ہے۔اس ملک کے حسن اور خوبصورتی پر لکھنے کو بہت کچھ ہے مگر مضمون کے طویل ہو جانے کی وجہ سے اس وقت صرف اپنے پیارے خلفاء کی بات کرتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ تو ہم لوگوں کے آنے سے پہلے تین سے چار مرتبہ آئے اور اس جنت ارضی کی سیر و تفریح سے لطف اٹھایا،اور تحدیثِ نعمت کے طور پر وطن واپس جا کر احباب جماعت کو بھی اس سرزمین کے قصے سنائے۔ہم نے بھی پاکستان میں رہتے ہوئے خود اپنے کانوں سے قصّے سنے۔اور ناروے آکر وہ جگہیں اور ہوٹلز دیکھے جہاں ہمارے پیارے امام نے قیام کیا تھا۔اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور موجودہ خلیفہ،حضرت مرزا مسرور احمد صاحب تو ہمارے سامنے یہاں بار بار آئے ہیں،سیریں کی ہیں،اپنی اپنی فیملی کے ساتھ بھی اور افرادِ جماعت کے ساتھ بھی۔انہوں نے بھی اس ملک کو دوسرے ممالک کی نسبت بہت دلکش اور جاذب نظر پایا اور اسکی تعریف کی۔یہ ملک جو،آبشاروں،جھیلوں،دریاؤں اور چراگاہوں،اونچے اونچے سر سبز پہاڑوں اور جنگلات کی وجہ سے ہی حسین نہیں ہے۔تھوڑی آبادی،اور وہ بھی صاف ستھری،ہر جگہ صاف،ہر تھوڑی دیر بعد،گاڑی کے سفر میں بار بار آنے والی سرنگیں،جگہ جگہ سیاحت کے معلوماتی نقشہ جات اور ٹھہرنے کے لئے خیموں اور ریسٹورنٹس کا انتظام،گرم اور ٹھنڈا صاف ستھرا پانی اور سب سے بڑی بات امن،اور حفاظت کی ضمانت جو اس ملک کے قوانین مہیا کرتے ہیں موجود ہوتے ہیں یہ سب ایک سیاح کے لئے مزید دلکشی کا سامان بڑھا دیتے ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ تو خصوصی طور پر اسکی خوبصورتی کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔

ناروے کی موجودہ جماعت

اللہ کے فضل سے ناروے جماعت تبلیغی طور پر ہمیشہ ہی ایکٹو رہی ہے۔اس جماعت کے بزرگ مرد اور خواتین جنہوں نے ابتدا میں مربیان اور عہدیداران کے ساتھ مل کر جماعت کھڑی کرنے میں مدد کی،ان میں سے بہت سے ابھی بھی جماعت کے لئے مقدور بھر خدمات انجام دیتے ہیں۔آج کل جماعت ناروے،کی تعداد 1800/1900 کے لگ بھگ ہے۔جن میں لجنہ اماء اللہ 550/560 کے قریب ہے۔اس وقت جماعت ہائے احمدیہ ناروے امیر جماعت جناب مکرم چوہدری ظہور احمد منیر صاحب کی سرپرستی اور مکرم شاہد احمد کاہلوں مربی انچارج و نائب امیر جماعت کی امامت میں اللہ کے فضل سے مستعد ہے۔

حاضر مربیان کے علاوہ،اسکینڈے نیویا جماعت کے ابتدائی اور بنیادی خدمت گار جناب مکرم سیّد کمال یوسف صاحب،نوجوانوں کے لئے بہترین استاد،عالم،اور رول ماڈل ہیں۔ان کے علاوہ مکرم نور احمد بوستاد (اوّلین نارویجین احمدی) بھی نوجوانوں کے لئے تبلیغی میدان کے ماہر ہونے کی حیثیت سے بہترین استاد ثابت ہوتے ہیں۔اس کے علاوہ ناروے میں ابتدا میں پاکستان سے آنے والے احمدی احباب،بزرگان موجود ہیں،جنہوں نے اپنی محنتوں اور مالی وجسمانی قربانیوں سے مربیان کے ساتھ مل کر اس زمین کے ٹکڑے تک اسلام پہنچانے کی بھرپور کوشش کی ہے،اللہ تعالیٰ ان سب کو صحت و سلامتی اور جزائے خیر عطا فرمائے اور جماعت ناروے کے ہر مخلص کارکن کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

محمد سالک۔میانمار

Myanmar میں احمدیت کا پیغام

Myanmar جس کا پرانا نام برمآ ہے۔ ہندوستان کے مشرق میں واقع ہے۔ اس کی سرحدیں ہندوستان، بنگلہ دیش، چین، تھائی لینڈ اور لاؤس سے ملتی ہے۔ اس کی جنوبی مغرب میں خلیج بنگلہ اور جنوب میں بحر ہند ہے۔ رقبہ 676,577 کلو میٹر یعنی 261,228 مربع میل ہے۔ آبادی (60) ملین بیان کی جاتی ہے۔

بہادر شاہ ظفر ہندوستان کے آخری بادشاہ تھے جنہیں 1858ء میں قید کرکے برمآ لایا گیا اور برمآ کے آخری بادشاہ تیبو مین برمآ سے ہندوستان لے جایا گیا۔ بہادر شاہ ظفر صاحب 1862ء میں رنگون میں قیدی کی حالت میں فوت ہوگئے۔ جو شعر انہوں نے لکھا وہ اکثر کے لئے یادگار بنی۔

کتنا ہے بد نصیب ظفر دفن کے لئے
دوگز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں

1885ء میں انگریزوں نے برمآ پر مکمل تسلط حاصل کیا۔

1937ء تک برمآ ہندوستان کا ایک صوبہ میں تھا۔ بعد میں ہندستان سے علیحدہ کیا گیا۔ اُس وقت 1945ء میں انگریز دوبارہ برمآ واپس آئے اور جنوری 1948ء میں برمآ آزاد ہوگیا۔ اُس وقت The Union of Burma کے نام سے خود مختار ملک بن گیا۔ اب تقریباً 2000ء سال میں ملک کا نام The Union of Myanmar بدل گیا۔

اِس وقت دار الحکومت نیپی ٹو Nay Pyi Taw کہا جاتا ہے۔ بدھ مت سرکاری مذہب بن گیا۔ سرکاری زبان برمی ہے۔ سکہ kyat چیٹ استعمال ہوتا ہے۔ موسم کے لحاظ سے گرمی، سردی، بارش تین تین مہینے باری باری ہوتی ہے۔ کچھ پہاڑی علاقے میں برف پڑی ہے۔ خوش گوار موسم ہونے کی وجہ سے زیادہ تر سبزیاں اور چاول، گندم، گنا، کپاس، دالیں اور دوسری فصلیں کثرت سے ہوتی ہیں۔ سونے، چاندی، قیمتی پتھر، پیٹرولیم پائے جاتے ہیں۔

احمدیت کا آغاز

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ریویو آف ریلیجنز کے ذریعہ احمدیت کا پیغام پہنچا۔ ہندوستان کے ابتدائی احمدیوں کی آمدورفت سے بھی تبلیغ احمدیت برمآ میں شروع ہوئی۔ رنگون کے ابتدائی احمدیوں میں حضرت عبد القادر کٹی صاحب مالاباری کا نام بہت نمایاں ہے۔ 1903

میں حضرت ابوسعید عرب صاحب رنگون سے قادیان تشریف لائے تو وہ حضرت عبد القادر کٹی صاحب مالاباری کا ذکر کرتے تھے۔ علاوہ ازیں مختلف اوقات میں حضرت مفتی محمد صادقؓ صاحب بھی برمآ کا دورہ کیا کرتے تھے۔

حضرت مصلح موعودؓ کے ایام خلافت 1925-1926 میں ہندوستان کے دور دراز مقامات پر تبلیغی وفود روانہ کئے گئے۔ ایک وفد کی ڈیوٹی برمآ کے رنگون، مانڈلے، میمیو شہروں جانے کے لئے حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نیر امیر وفد مقرر ہوئے۔ مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی اور حافظ عبد الرحمٰن صاحب درویش قادیان وفد میں شامل تھے۔ حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نیر انگریزی زبان میں تقریر کرنے اور افریقہ کے تبلیغی حالات سلائیڈز بھی دکھاتے تھے۔ اُن دنوں رنگون میں چند پنجابی ٹھیکداروں نے مختلف تھیڑ ہال کرایہ پر لئے اور وسیع پیمانے پر پبلسٹی ہوئی اور حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نیر کی تقاریر ہوئیں جس کا اثر پڑھے لکھے طبقہ پر بہت اچھا ہوا۔ علاوہ اختلافی مضامین وفاتِ مسیح، صداقت مسیح موعود، ختم نبوت پر بھی لیکچر ہوا۔ سوال وجواب کا موقعہ دیا گیا۔ اُس کے بعد مانڈلے وفد پہنچے اور وہاں بھی لیکچر کا انتظام کیا۔ حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نیر کی ایک رؤیا بھی برمآ کے تاریخی یادداشت میں لکھا محفوظ ہے۔ فرمایا کہ ’’میں جب برمآ ملک میں بطور مبلغ کے پہنچا تو دل میں خیال آیا کہ کچھ تبلیغی سروے کروں۔ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے دل میں احساس پیدا ہوا کہ کام کچھ مشکل نظر آتا ہے۔ پھر دعا کی طرف متوجہ ہوا اور نہایت تضرع اور الحاکے ساتھ دعا شروع کی خواب دیکھا کہ حضرت گوتم بدھ ہمارے پاس تشریف لائے ہیں۔ اور مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ آپ فکر مند نہ ہوں ہمارے لوگ بھی آپ کے پاس آئیں گے پھر آنکھ کھل گئی۔‘‘

پیغام حق پہنچانے میں برمآ تاریخ میں یہ بھی ذکر ملتا ہے کہ مکرم عبد القادر کٹی صاحب جو Pioneer مبلغ تھے۔ اُن کے ساتھ مکرم سید محمد لطیف صاحب بھی تھے جنہوں نے مختلف مقامات اور شہروں میں تبلیغ کے ساتھ مناظرے بھی ہوئے اور کئی بار اُن پر حملے کئے گئے اور جن سے اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی۔ مکرم موصوف کے نگرانی میں پہلی بار ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ برمی ترجمہ کرکے 1933ء میں شائع ہونے کی توفیق ملی۔ (الحمد للہ)

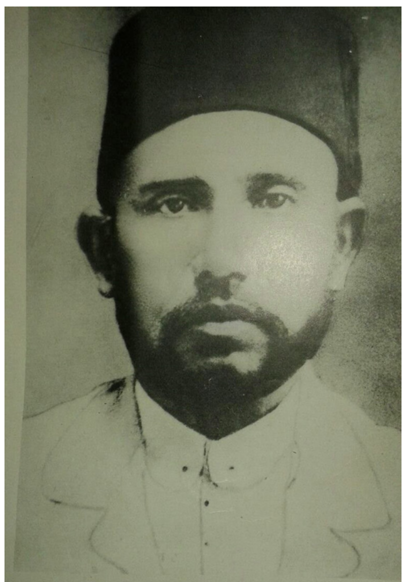

HAZRATH E. ABDUL KADER KUTTY.
First Ahmady of Kerala & also of Burma who took Baiath in 1902. He was the founder of the Sathyadoothan, Malayalam Organ of the Ahmadiyya Movement in Kerala which was started in 1925 and is running its 58th Volume.

حضرت مصلح موعودؓ نے 1935ء میں پہلی بار مولانا احمد خان صاحب نسیم جو مکرم ومحترم نسیم مہدی صاحب (سابق امیر جماعت کینیڈا) کے والد محترم تھے بطور مبلغ برمآ بھجوائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کوشش میں غیر معمولی برکت ڈالی اور دعوت الی اللہ کے میدان میں بہت کامیابی حاصل کی۔

1939ء میں یمیدن اور بسن شہر میں بڑی بڑی جماعتیں قائم ہوگئیں۔ جنگ عظیم ثانی سے پہلے زیادہ تر ہندوستانی نسل جماعت میں داخل ہوئے جس سے جماعت کی تعداد سینکڑوں پر مشتمل تھی۔ بڑے بڑے شہروں میں جماعت قائم ہوچکی تھیں۔ مولانا احمد خان صاحب نسیم کے بعد مرکز سے مکرم مولانا محمد سلیم صاحب بطور مبلغ انچاج برمآ تشریف لائے۔ دوسری جنگ عظیم جب شروع ہوئی تو ہندوستانی احمدی بڑی تعداد میں ہندوستان چلے گئے۔ اُس دوران جو رنگون میں رہنے والے چند احمدی احباب نے کمایوٹ نامی علاقہ میں چھوٹی سی مسجد بناکر وہاں نماز باجماعت کا انتظام کیا۔ وہاں ایک مخلص احمدی اے۔ کے۔ ایم پیر محمد صاحب کی اہلیہ محترمہ نے مسجد بنانے کے لئے زمین وقف کی اور کافی عرصہ جمعہ، عیدیں، جلسہ وغیرہ ادا کرتے رہے۔

4 جنوری 1948ء برمآ کا تاریخی دن ہے۔ اُس دن انگیزوں نے برمآ ملک کو آزاد کیا۔ تقریبا آزادی میں شامل ہونے کے لئے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ اُس وقت پاکستان کے وزیر خارجہ تھے۔ بطور نمائندہ برمآ تشریف لائے۔ اُس وقت مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ کثیر تعداد میں استقبال بھی کیا۔ احباب جماعت نے بھی خیر مقدم کیا۔

1953ء میں مجاہد تحریک جدید مکرم سید منیر احمد صاحب باہری بطور مبلغ انچارج برمآ تشریف لائے۔ برمآ قیام کے دوران موجودہ رنگون مشن ہاؤس اور مسجد تعمیر کرنے کے لئے ایک قطعہ زمین خریدنے کی توفیق ملی۔ بعد ازاں 1958ء مکرم چوہدری منیر احمد صاحب عارف بطور مبلغ انچارج برمآ میں تقرر ہونے پر مشن ہاؤس اور مسجد تعمیر کا کام شروع کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے 1960ء کام مکمل ہوا جسے آج کل برمآ کا تبلیغی مرکز اور مسجد استعمال کیا جاتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ’’مسجد رنگون‘‘ تجویز فرمایا اور چند دعائیہ کلمات بھی تحریر فرمایا ہے۔ وہ یہ کہ

’’بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
اللہ تعالیٰ اس مسجد کو اپنے نام اور ذکر کو بلند کرنے اور جاری رکھنے کا ذریعہ بنائے۔ اور شرک کو اس کے ذریعہ سے مٹائے اور اس میں قانتوں اور طائفین اور ذاکرین کی جماعت ہمیشہ دین کی خدمت کے لئے مستعد بیٹھی رہا کرے۔

مکرم چوہدری منیر احمد صاحب عارف مرکزی مبلغ سلسلہ ویزا ختم ہوئے پر 1960ء واپس پاکستان روانہ ہوگئے۔ بعدازاں فوجی حکومت آنے پر ویزا نہ ملنے کی وجہ سے آج تک بیرونی ملک سے کوئی مشنری یا مبلغ برمآ نہ آسکا۔ ایک ہفتہ کے لئے Tourist Visa دیتے تھے جس کی وجہ سے کبھی کبھی مرکزی نمائندہ تشریف لاتے تھے۔

1980ء حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی اجازت سے خاکسار محمد سالک اور مکرم اکبر احمد صاحب رنگونؔ سے روانہ ہوئے اور جامعہ احمدیہ ربوہ میں تعلیم حاصل کر کے 1985ء میں بطور مرکزی مبلغ خدمت کا موقع ملا۔ بعدازاں ملک کے قوانین کی وجہ سے کسی کو جامعہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے نہ بھجوایا جاسکا۔ پھر بھی کچھ نوجوان وقف کر کے بطور معلم خدمت کر رہے ہیں۔ جنگ عظیم دوم کے بعد سے ملکی حالت خراب ہونے پر پورانے احمدی احباب سے رابطہ نہ ہوسکے۔

جب 1960ء رنگونؔ میں مصلح موعودؓ کی دعاؤں سے مشن ہاؤس اور مسجد تعمیر ہوئی اُس وقت سے ازسرنو باقاعدہ نظام کے ساتھ جماعتی کام شروع ہوا اور مرکز سے خط و کتابت کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ باقاعدہ لائبریری کا بھی قیام ہوا۔ قرآن کریم برمی زبان میں شائع ہوچکا ہے، اسلامی اصول کی فلاسفی نئی ایڈیشن بھی شائع ہوگئی، کشتی نوح، نبیوں کا سردار، نماز مترجم، Muhammad in the Bible, World Crisis and the Pathway to Peace وغیرہ جو اہم کتابیں برمی ترجمہ شائع ہو چکے ہیں۔ علاوہ ہفتہ وار خطبہ جمعہ برمی ترجمہ فون پر سننے اور پڑھنے کا انتظام جاری ہے۔ پہلے تو جلسہ سالانہ اور ذیلی تنظیموں کے اجتماعات اپنے طور پر منایا جاتا ہے۔ بعدازاں خلیفۂ وقت کی منظوری سے باقاعدہ مرکزی نمائندہ تشریف لاتے رہے۔ اور جلسہ اور اجتماعات رونق افروز ہوتے رہے۔ Covid بیماری سے پہلے تو ہر سال سکول کی چھٹیوں میں ایک ماہ معلّم کلاس ہوتے اور کثیر تعداد میں خدّام اور اطفال حصہ لیتے تھے۔ اور مشن ہاؤس میں ہی کھانے پینے رہائش کا انتظام کیا جاتا ہے۔ شروع میں جلسہ سیرۃ النبیؐ اپنے مشن ہاؤس میں مختصر انعقاد کرتے رہے۔ بعد میں بڑے ہال میں بڑے پیمانے پر جلسہ سیرۃ النبیؐ انعقاد کی توفیق ملی اور کثیر تعداد میں غیراز جماعت کے لوگ جن میں بدھ مذہب والے اور عیسائی اور ہندو مذہب والے بھی شامل ہوتے رہے۔ پھر جلسہ پیشوایانِ مذاہب انعقاد کی توفیق ملی۔ TV news میں بھی خبر نشر ہوئی۔ جب جلسہ سیرۃ النبیؐ۔ جلسہ پیشوایانِ مذاہب ہال میں بڑے پیمانے پر انعقاد ہو تو بک سٹال۔ حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء احمدیت کے تصاویر۔ بعض اہم تعلیمات بوڈ پر آویزان ہوتے ہیں۔ جس سے لوگوں کے لئے کافی دلچسپی کا باعث ہوئی خاص طور پر قرآن کریم مختلف زبانوں میں تراجم دیکھنے پر بک سٹال کے ضمن میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ 1996ء Visit Myanmar Year کے عنوان پر حکومتی سطح پر بہت بڑا میلا لگایا۔ پہلے تو دس دن کے لئے مقرر ہوا۔ بعد میں لوگوں کی دلچسپی کے باعث دس دس دن اضافہ کرتے کرتے ایک مہینہ ہوگیا۔ اکثر دنیوی کاروبار، کھیل کود، لذیذ کھانے پینے کی طرف توجہ ہیں۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے بک سٹال لگایا تو کافی غیراز جماعت کے لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچا۔ غیراحمدی احباب نے بھی مطالعہ کے لئے تشریف لاتے اور بعض سوال و جواب کا موقع ملا۔ بظاہر چھوٹی جماعت ہے لیکن حضرت مسیح موعود اور خلیفۂ وقت کے دعاؤں سے یہ برکت ملی اور کسی غیراحمدی کو یہ موقع میسر نہیں۔ Covid بیماری چند ماہ پہلے جلسہ سیرۃ النبیؐ بڑے پیمانے پر ہال میں انعقاد کیا تو وزیر مذہب خود تشریف لائے اور انہوں نے بتایا کہ میرا یہ پہلا موقع ہے کہ جلسہ سیرۃ النبیؐ میں شامل ہونے کا۔ آگے انہوں نے مذہب کے تعلق میں کچھ باتیں کیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک حدیث کا بھی حوالہ دیا۔

آج کل مشکل حالات میں آن لائن کے ذریعہ جماعتی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جارہا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اہم خطبات اور نصائح مسلسل برمی ترجمہ کیا جارہا ہے۔ قرآن کریم ناظرہ پڑھانا، وقفِ نو کے پروگرام، سکول جانا مشکل ہونے پر آن لائن سے ہی سیکھانے کا انتظام ہے۔ جلسہ سالانہ، اجتماع، جلسہ سیرۃ النبیؐ سب پروگرام آن لائن کے ذریعہ بنایا جاتا ہے۔

اس وقت رنگونؔ مرکزی مشن ہاؤس اور مسجد کے علاوہ مانڈلےؔ شہر میں ایک مشن ہاؤس اور ایک الگ نماز سنٹر ہے۔ مولمینؔ شہر میں ایک مسجد ہے۔ دونئی جگہے ہے۔ میومیاؔ شہر اور این مےؔ شہر جہاں نومبائع احباب کی تربیت کے لئے نماز سنٹر بنا۔ لیکن مخالفوں نے حکومت کے ذمہ دار لوگوں کے سامنے شکایت کرنے پر نماز سنٹر بند کرنا پڑا۔ اسی علاقے میں ایک نومبائع نے خود نماز سنٹر بنایا۔ وہاں کافی دلچسپی لینے والے موجود ہیں۔ انشاء اللہ برمآ کے موجودہ حالات بہتر ہوا امن نصیب ہو تو وہاں تبلیغی مہیم جاری کیا جائے گا۔

قارئین کی خدمت میں عاجزانہ دعا کی درخواست ہے کہ اِن مشکل حالات میں ہم سب کو حضور انور ایدہ

اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق احسن رنگ میں خدمت بجالانے کے لئے اللہ تعالیٰ خاص تائید و نصرت فرمائے۔ آمین

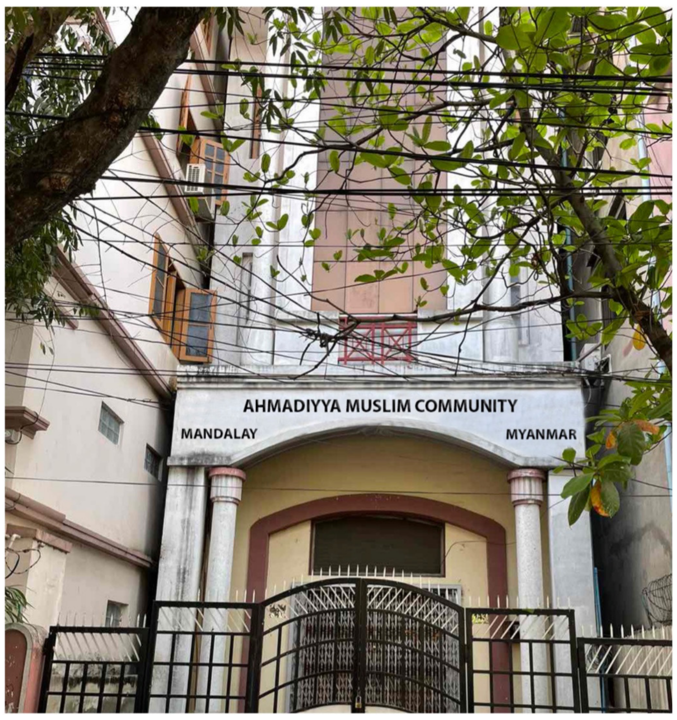

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

پھر حضرت امیر محمد خان صاحبؓ کی ہی روایت ہے۔ کہتے ہیں جن دنوں قبل از خلافت حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی حج کو تشریف لے گئے تھے، اُن ایام میں مَیں نے خواب کے اندر مسلمانوں کو کفار کے ہاتھ گھرے ہوئے دیکھا۔ (یعنی کفار نے مسلمانوں کو گھیرا ہوا ہے) جب کوئی صورت چارۂ کار نہ رہی تو ہم میں سے ایک شخص آسمان کی طرف اُڑا اور وہ آسمان سے قوی ہیکل مخلوق کو ساتھ لایا جس نے آتے ہی کفار کو بھگا دیا۔ چنانچہ مَیں نے یہ خواب حضرت اولوالعزم کی خدمتِ بابرکت میں آپ کے حج کے سفر میں مکہ مدینہ میں تحریر کیا اور عرض کیا کہ حضور کا یہ سفر خدا کی رضا اور اُس کے قرب کے حصول کا ذریعہ ہو۔ اور خواب میں مَیں نے جو کسی کو آسمان پر جاتے دیکھا اس سے مراد آپ کا سفر حج ہو۔ اور قوی ہیکل مخلوق کے نزول سے آپ کی دعاؤں کے ذریعہ فرشتوں کا نزول ہو جن کے ذریعہ خدا تعالیٰ کفّار کو نیست و نابود کرے۔ چنانچہ میرا خیال ہے کہ حضور نے حج سے واپسی پر مسجد نور میں تقریر فرماتے ہوئے میرے اس خط کا ذکر بھی فرمایا تھا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیرمطبوعہ جلد نمبر 6 صفحہ 141 از روایات حضرت امیر محمد خان صاحبؓ)

پھر حضرت امیر محمد خان صاحبؓ ہی فرماتے ہیں کہ 20/ جنوری 1913ء کو مَیں نے نمازِ عشاء میں دعا کی کہ اے اللہ! تو مجھے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر بزرگوں کی زیارت خواب کے اندر نصیب فرما۔ جب مَیں سو گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک میدان میں بہت سے بزرگانِ دین جمع ہیں اور سب کے سب دعا میں مشغول ہیں جن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بھی ہیں اور آپ کے اور میرے آگے چمبیلی کے پھول ہیں جن کی ہم خوشبو لے رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مجھے فرمایا کہ پھولوں کو سونگھتے وقت ناک سے نہیں لگانا چاہئے بلکہ ذرا ناک سے فاصلے پر رکھنے چاہئیں تا کہ پھولوں کی خوشبو نفاست سے آئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیرمطبوعہ جلد نمبر 6 صفحہ 143-144 از روایات حضرت امیر محمد خان صاحبؓ)

(خطبہ جمعہ 15/ فروری 2013ء)

اسامہ عمر جوئیہ۔ نمائندہ الفضل مایوٹ

’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘

کا ایک منہ بولتا ثبوت مایوٹ آئی لینڈ

15ویں صدی میں عربوں نے جزیرے پر حملہ کیا اور اس کے باشندوں کو جو غالباً بنتو اور مالائی اور انڈونیشی زبانیں بولنے والے پہلے لوگوں کی اولاد تھے، کو اسلام قبول کروالیا۔ 16ویں صدی میں پرتگالی اور فرانسیسیوں نے میوٹے کا دورہ کیا۔ 18ویں صدی کے آخر میں مڈغاسکر سے تعلق رکھنے والے ملاگاسی قبیلے کے ساکالوا (Sakalava) نے اس جزیرے پر حملہ کیا اور اسے آباد کیا، جس سے ملاگاسی بولی آئی۔ فرانسیسیوں نے 1843ء میں مایوٹ پر نوآبادیاتی کنٹرول حاصل کر لیا، اور کوموروس جزائر اور مڈغاسکر کے دیگر جزائر کے ساتھ 20ویں صدی کے اوائل میں مایوٹ ایک واحد فرانسیسی سمندر پار علاقے کا حصہ بن گیا۔

مایوٹ کا نام پرتگالی ’’میوٹا‘‘ سے آیا ہے، جو سواحلی ’’ماوٹی‘‘ کی نقل ہے، جسے عربی میں ’’جزیرۃ الموت‘‘ کہا جاتا ہے جس کا مطلب ہے ’’موت کا جزیرہ‘‘ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ مرجان (Corail) کی چٹانیں جو جزیرے کو گھیرے ہوئے ہیں جو طویل عرصے سے بحری جہازوں کے لئے ایک جان لیوا خطرہ تھیں۔ جو بھی بحری جہاز یہاں آتا تھا وہ چٹانوں سے ٹکرا کر تباہ ہو جاتا اور جہاز میں موجود لوگ ڈوب کر مر جاتے تھے۔ پھر ملاحوں کو یہ بات سمجھ آ گئی کہ جہاز کو دور سمندر میں چھوڑ کر چھوٹی کشتیوں کی مدد سے جزیرے میں داخل ہوا جا سکتا ہے۔ اس طرح یہ جزیرہ آباد ہوا جسے آج Mayotte Island کہا جاتا ہے۔

موزمبین اور مڈغاسکر اور افریقہ کے درمیان واقع، مایوٹ 374 کلومیٹر کا ایک چھوٹا آتش فشاں جزیرہ نما ہے۔ مایوٹ دو اہم جزائر اور تقریباً تیس چھوٹے جزیروں پر مشتمل ہے اس کا مرکزی جزیرہ، Grande Terre کہلاتا ہے۔ جہاں جماعت احمدیہ کا مرکز قائم ہے۔

زیادہ تر لوگ ملاگاسی نژاد Mahorais ہیں اور سنی مسلمان ہیں اور فرانسیسی ثقافت سے سخت متاثر ہیں۔ یہاں ایک رومن کیتھولک اقلیت ہے۔ فرانسیسی سرکاری زبان ہے، لیکن زیادہ تر لوگ کوموریئن بولتے ہیں (جو کہ سواحلی سے قریبی تعلق رکھنے والی زبان ہے)۔ مایوٹ کے ساحل کے ساتھ کچھ گاؤں ہیں جن میں ملاگاسی بولی مرکزی زبان ہے۔ بنیادی آبادی کے مراکز ٹاؤن Koungou,Mamoudzou اور Dzaoudzi ہیں۔ زیادہ تر آبادی نوجوان ہے۔ آبادی کا دو پانچواں حصہ 15 سال سے کم عمر کا ہے، اور صرف ایک آٹھواں حصہ 45 یا اس سے زیادہ عمر کا ہے۔

خدمت کے شعبہ بشمول صحت کی خدمات، ٹیلی کمیونیکیشن، کمپیوٹر خدمات اور دیگر سرگرمیاں مایوٹ کے روزگار کا بنیادی ذریعہ ہیں۔ زراعت صرف وسطی اور شمال مشرقی میدانی علاقوں تک محدود ہے۔ نقدی فصلوں میں ونیلا، یلنگ، کافی اور ناریل شامل ہیں۔ کاساوا (مانیوک) کیلے، مکئی اور چاول رزق کے لئے اگائے جاتے ہیں۔ جزیرے کی اہم برآمدات یلنگ، یلنگ کا عرق اور مچھلیاں ہیں۔ کھانے پینے کی مصنوعات، مشینری، کیمیکل اور ٹرانسپورٹ کا سامان بڑی درآمدات ہیں۔ مایوٹ کا بڑا تجارتی پارٹنر میٹروپولیٹن فرانس ہے اور معیشت کا بڑا حصہ فرانسیسی امداد پر منحصر ہے۔ ایک سڑک کا نظام یوٹ جزیرے کے پرنسپل شہروں کو جوڑتا ہے اور ایک بین الاقوامی ہوائی اڈہ Dzaoudzi میں واقع ہے۔

مایوٹ میں احمدیت کا نفوذ

Mayotte Island حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک الہام کہ ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘ کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے جو خدائی وعدہ کے مطابق اپنی تمام تر صداقتوں کے ساتھ پورا ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔

2012ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں MTA کی برکات سے چند لوگوں تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچا، مزید تحقیق کے بعد انہوں نے جماعت احمدیہ سے رابطہ کیا اور جماعت میں شامل ہونے کی خواہش کا اظہار کیا۔ ان میں ایک نام جو سرفہرست ہے وہ استاد زید صاحب کا ہے جو ایک مذہبی استاد کے طور پر مختلف مساجد میں بچوں کو پڑھاتے تھے، جنہوں نے سب سے پہلے احمدی ہونے کا شرف حاصل کیا۔ احمدی ہونے کے بعد آپ نے اپنے اہل خانہ، دوست اور عزیز و اقارب، اسی طرح مدرسہ کے بچوں کو جماعت کی تبلیغ کرنا شروع کی اس طرح 2015ء تک 35 کے قریب ایک جماعت قائم ہو چکی تھی۔ زید صاحب کو ان کے ایک قریبی دوست نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے بارے میں بتایا، موصوف عربی زبان کا گہرا علم رکھتے ہیں۔ انہوں نے MTA پر عربی زبان میں پروگرام دیکھے جس میں وفات مسیح کے بارے میں بات ہو رہی تھی موصوف نے مزید دلچسپی لی اور دن رات تحقیق کی جس کے بعد انہوں نے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا۔ استاد زید صاحب کو احمدیت قبول کرنے کی وجہ سے بہت سی قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کو ان کی مسجد سے نکال دیا گیا، گھر تباہ کر دیا گیا نیز ایک سوشل بائیکاٹ کر دیا گیا۔ زید صاحب نے بالکل ہمت نہیں ہاری بلکہ ایک مخلصین کی جماعت اپنے ساتھ اکٹھی کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔

2015ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خاکسار کی بطور پہلے مبلغ سلسلہ مایوٹ میں تقرری فرمائی۔ جو آج مایوٹ میں مبلغ و نیشنل صدر کے طور پر خدمت بجالانے کی توفیق مل رہی ہے۔ آج 2021ء میں جماعت احمدیہ مایوٹ کی کل تعداد 250 کے قریب ہے جس میں چھوٹے بڑے سب شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مایوٹ آئی لینڈ کو اپنا پہلا جلسہ سالانہ 2018ء میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ مایوٹ آئی لینڈ میں ایک معلم جامعۃ المبشرین غانا احمدیہ U.K سے فارغ التحصیل ہو کر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ جبکہ ایک طالب علم حضور انور کی شفقت سے جامعہ احمدیہ یوکے میں زیر تعلیم ہے۔ استاد زید صاحب جو کہ خود بڑے عالم تھے اپنے علاقے میں قرآن و حدیث کا گہرا علم رکھتے ہیں وہ بھی مایوٹ میں بطور معلم خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

مایوٹ آئی لینڈ میں اس وقت کوئی مسجد تو موجود نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک نماز سنٹر جو مرکزی حیثیت رکھتا ہے قائم ہے، جہاں پانچ وقت نماز باجماعت، درس و تدریس اور ہر قسم کی جماعتی سرگرمیاں منعقد ہوتی ہیں۔ اور ہیومینیٹی فرسٹ کے تحت ایک اسکول کھولا گیا ہے جس سے احمدی اور غیر احمدی بچے یکساں طور پر مستفید ہو رہے ہیں۔ الحمد للہ

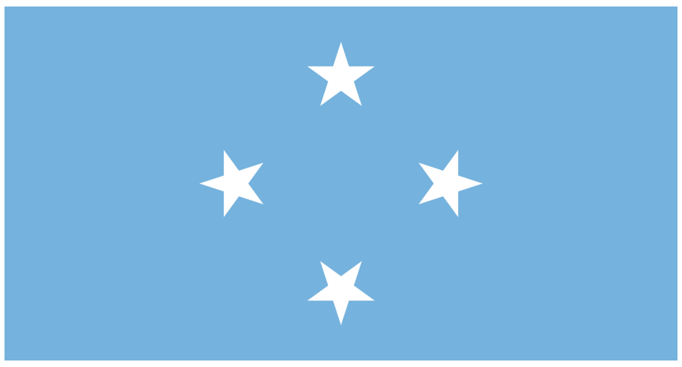

سرجیل احمد۔ مربی سلسلہ وصدر جماعت مائکرونیشیا

مائکرونیشیا - ایک عمومی وجماعتی تعارف

اور ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' کی عملی تصویر

خاکسار بچپن ہی سے پہلے آنے والے مربیان کے بارے میں جب بھی سنتا، تو ان کے واقعات سن کر حیران ہو جاتا تھا۔حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب کی طرح کے مجاہد، جو انتہائی لمبے سفر کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام دنیا کے دور دراز مقامات میں جا کر پہنچاتے رہے۔ 2016 میں خاکسار کو جامعہ احمدیہ کینیڈا سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد ایک مہینے کے لئے سیرالیون جانے کی توفیق ملی اور حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب کی قبر پر جاکر دعا کی۔ ان کی قبر اس بات پر شاہد تھی کہ انہوں نے اپنی پوری زندگی اسلام احمدیت کی شاندار اشاعت میں گزاری، اور دور دراز جنگلوں اور سمندروں کا سفر کر کے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لوگوں تک پہنچایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام، ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' خاکسار کو پورا ہوتے دیکھنے کی توفیق عطا ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خوبصورت مصرع ''کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر'' کا مطلب آہستہ آہستہ مجھ پر کھلنے لگا کہ کہاں ایک چھوٹی سی بستی سے اٹھنے والی آواز زمین کے کناروں تک پہنچے گی۔۔ اس آواز میں ایک انسان کی آواز نہیں تھی، بلکہ خدا تعالیٰ نے خود وعدہ فرمایا، اور خدا تعالیٰ اس کو پورا کرتا چلا جا رہا ہے۔

ایف ایس ایم کا تعارف

دسمبر 2017میں، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حکم پر خاکسار کا تقرر یو ایس اے جماعت کے تحت ایک ایسے ملک میں ہوا جس کا نام تک نہیں جانتا تھا، The Federated States of Micronesia۔ خاکسار نے اپنا سامان باندھا اور دنیا کے ایک ایسے کنارے کی طرف سفر شروع کیا جس کا گمان بھی نہیں تھا۔ ٹورونٹو کینیڈا سے 43 گھنٹے کا ہوائی سفر یعنی تیرہ ہزار کلومیٹر کے سفر کے بعد خاکسار اپنی منزل مقصود پر پہنچا۔ اس وقت اس پیشگوئی کو سمجھنے کا وقت اور زندگی بدلنے والا سفر شروع ہوا۔

ان کچھ سالوں میں، خاکسار نے ان جزائر پر رہتے ہوئے خدا تعالیٰ کے ایسے حیرت انگیز کام دیکھے، جن سے خاکسار کی زندگی بدل گئی، اور خاکسار کی روح کو بار بار اس بات کا ثبوت ملتا رہا کہ اس جماعت کے پیچھے خدا تعالیٰ کا خاص ہاتھ ہے جس سے وہ اس جماعت کو آگے بڑھاتا چلا جارہاہے، اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو زمین میں فتح مند ترقیوں کے ساتھ پھیلاتا چلا جائے گا۔ ان شاء اللہ

فیڈریٹڈ سٹیٹس آف مائکرونیشیا جن کو ایف ایس ایم یا مائکرونیشیا سے بھی پکارا جاتا ہے، بحرالکاہل میں ایک ملک ہے۔ بہت چھوٹی زمینی سرحد ہونے کے باوجود، مائکرونیشیا کے بارڈر کے تحت 2.6 ملین km2 کا سمندر ہے، جس کی وجہ سے اس کو دنیا میں چودھویں نمبر کا سب سے بڑا ایکنامک زون (economic zone) سمجھا جاتا ہے۔

مائکرونیشیا میں کل 607 جزائر ہیں جن کا مکمل زمینی علاقہ 700 km2 ہے جو کہ چار ریاستوں میں منقسم ہے۔ان کا پرچم نیلے رنگ کا ہے، جس پر چار ستارے ہیں جو کہ سمندر میں ان چار ریاستوں کی علامت ہے۔ آخری اندازہ کے مطابق اس ملک میں ایک لاکھ چار ہزار باشندے ہیں، لیکن یہ تعداد ملک کی اقتصادی حالت کی وجہ سے تیزی سے کم ہو رہی ہے۔

مائکرونیشیا، امریکہ کی ایک ٹریٹی (compact)میں آنے والا ملک ہے جس کی وجہ سے امریکہ اس ملک کے دفاع کی ذمہ داری لیتا ہے۔ مائکرونیشیا کی کرنسی یو ایس ڈالرز ہے اور امریکہ بغیر ویزا کے جا سکتے ہیں اور وہاں کا پاسپورٹ بھی لے سکتے ہیں۔ مائکرونیشیا میں کم سے کم اجرت USD $1.50 ہے اور اس کی وجہ سے بہتر زندگی گزارنے کے لئے کافی لوگ امریکہ چلے جاتے ہیں۔اس ملک میں چار ریاستیں ہیں اور اٹھارہ کے قریب مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں۔

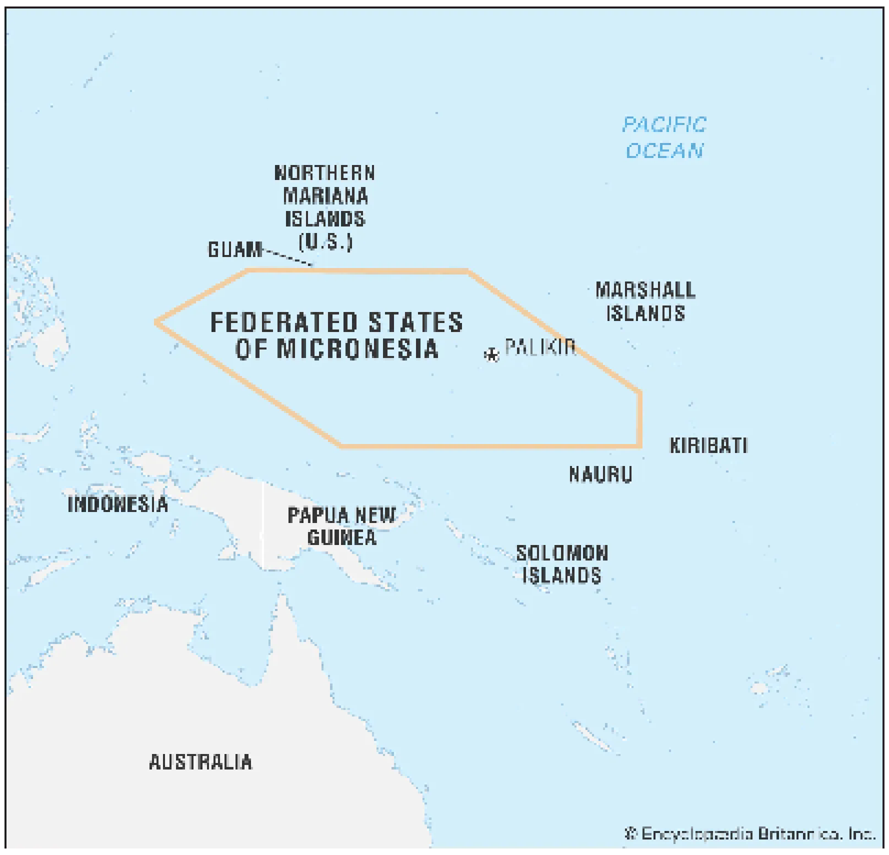

یہاں کا موسم مرطوب اور بارانی ہے۔ درجہ حرارت سارا سال 28 سے 30ڈگری سینٹی گریڈ رہتا ہے۔

مائکرونیشیا میں اکثر باشندے عیسائی ہیں، اور ان کے دل میں عیسائیت کی محبت بہت شدت سے ہے۔ جب ان سے عیسائی مشنری کے آنے سے پہلے کی تاریخ پوچھی جائے تو اکثر لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے پیغام کے آنے سے پہلے کے وقت کے بارے میں بات نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس میں گناہ ہے۔ اس کی وجہ سے جماعت احمدیہ کے بھی آنے سے ملک میں بہت مخالفت کا سامنا ہوا اور اب تک ہوتا ہے۔

مائکرونیشیا میں زندگی مغربی دنیا سے بہت مختلف ہے، اور یہاں زندگی نسبتا سادہ ہے۔ ان جزائر میں صرف بنیادی ضروریات زندگی پائی جاتی ہیں۔ مائکرونیشیا کے باشندے انتہائی پیار کرنے والے اور ملنسار لوگ ہیں۔ ان ممالک میں خدا تعالیٰ کا ایسا فضل ہے کہ ان جزائر کے باشندے صرف جزیرہ پر پائے جانے والی چیزوں پر زندگی آسانی سے گزار سکتے ہیں۔ یہاں ہر قسم کے پھل اگتے ہیں، اور سمندروں میں مچھلیوں کی کثیر تعداد پائی جاتی ہے۔مثال کے طور پر پھلوں میں ستر سے زیادہ کیلوں کی اقسام ہیں، اور رنگوں میں مختلف رنگ کے کیلے پائے جاتے ہیں جن میں سے ایک سرخ رنگ کا کیلا بھی ہوتا ہے۔

چار ریاستوں کا عمومی تعارف

• پوناپے(Pohnpei) مائکرونیشیا کا سب سے نمایاں جزیرہ ہے۔ یہاں ملک کا دار الحکومت پیلیکر (Palikir) ہے۔بعض اندازوں کے مطابق یہاں 30,000 باشندے ہیں۔ اس جزیرہ کو گارڈن سٹیٹ (garden state) کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے کیونکہ یہاں پھولوں کی مختلف اقسام ہیں اور پھول کثرت سے ہیں۔ دنیا میں دوسرے نمبر پر سب سے زیادہ بارش پوناپے میں ہوتی ہے۔ مائکرونیشیا میں جماعت کا سب سے بڑا مرکز پوناپے میں ہے۔

• کوسرائے(Kosrae) مائکرونیشیا کا سب سے چھوٹا جزیرہ ہے اور یہاں پر جماعت نے سب سے پہلے اپنا مشن ہاؤس قائم کیا۔ ایک اندازہ کے مطابق یہاں 5000 لوگ ہیں۔ کوسرائے ایک انتہائی خوبصورت جزیرہ ہے جہاں پر چند دکانیں، ایک پوسٹ آفس، سکول، ھسپتال اور چرچز بھی ہیں۔ کوسرائے کے لوگ مائکرونیشیا میں سب سے زیادہ مذہب کے پابند اور اپنا اکثر وقت چرچز میں گزارتے ہیں۔

• چوک(Chuuk) ایک پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے مشہور ہے اور یہاں سب سے زیادہ مائکرونیشیا کے باشندے رہتے ہیں اور اندازہ کیا جاتا ہے کہ یہاں 50,000 کے قریب لوگ مقیم ہیں۔ چوک (Chuuk) کے لوگ اپنے آپ کو مائکرونیشیا سے خود مختار کرنا چاہتے ہیں۔

• یاپ (Yap) اپنی ثقافتی تاریخ کی وجہ سے مائکرونیشیا کا سب سے دلچسپ اور حیرت ناک جزیرہ ہے۔ یہاں پچھلے زمانے میں پتھروں کا پیسا ہوتا تھا جو کہ بڑی مشکل سے ہزاروں کلومیٹر دور سے لایا جاتا تھا۔ موجودہ دور میں چونکہ یاپ میں اب صرف پتھر کے پیسے ایک ثقافتی رنگ رکھتے ہیں۔مثلا شادی کی رسومات کے وقت حق مہر میں یہ پتھر دئے جاتے ہیں اور بعض لوگ اپنے خاندان کی عزمت دکھانے کے لئے اپنے گھروں کے سامنے بھی رکھتے ہیں۔

نین میڈول (Nan Madol)

ایک گم شدہ تہذیب کے آثار قدیمہ

پوناپے کے مشرق میں ایک انتہائی دلچسپ جگہ نین میڈول ہے۔ یہ ایک انتہائی طاقتور قوم کی باقیات ہیں جس کا نام ساوڈیلور (Saudeleur) تھا جن کی بادشاہت 1628 تک قائم رہی۔ یہاں اس بادشاہت کے سب سے طاقتور علماء، رہنما اور حکمران رہتے تھے۔ آج یہ جگہ ایک UNESCO کی World Heritage Site ہے۔ یہاں اس قوم کی تہذیب کے کھنڈرات ہیں جو مسدس شکل کے پتھروں سے بنے ہوئے ہیں۔ یہ ہزاروں پاؤنڈ وزن کے پتھر ہیں، اور اب تک سائنسدانوں کو پتہ نہیں چلا کہ یہ پتھر یہاں کیسے لائے گئے، اور جنگل کے ایک کنارے میں ان کو کیسے بنایا گیا۔ نین مڈول کے کھنڈرات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں غیر معمولی مہارت سے بنایا گیا تھا۔ ان کا جغرافیائی علاقہ 18 کلو میٹر کی عمارتوں پر محیط ہے جو ایک سو سے زائد مصنوعی جزائر پر مشتمل ہے۔ اس جگہ پر ایک حیرت انگیز آبپاشی کا نظام بھی موجود ہے جسے Venice of the Pacific سے بھی پکارا جاتا ہے۔

خاکسار یہ سمجھتا ہے کہ ان لوگوں پر کوئی اچانک آفت آئی ہو گی جو کہ ان کی کسی معصیت کی وجہ سے تھی، اور یہ باقیات خدا تعالیٰ کی اس قرآنی شہادت کے تحت آتے ہیں کہ تُو کہہ دے کہ زمین میں خوب سیاحت کرو اور غور کرو کہ پہلے لوگوں کا کیسا انجام ہوا۔ ان میں سے اکثر مشرکین تھے (الروم:43) واللّٰہ اعلم بالصواب۔

جماعت احمدیہ کا مائکرونیشیا میں نفوذ و قیام

جماعت احمدیہ کا نفوذ و قیام مائکرونیشیا میں 1989 میں ہوا، جب حافظ جبرائیل احمد سعید صاحب آف گھانا بحرالکاہل کے ممالک کا دورہ کرتے ہوئے پوناپے جزیرہ پر پہنچے۔ جماعت کی تاریخ کی مطابق 1991 میں یہاں 13 لوگ اسلام احمدیت میں داخل ہو چکے تھے۔

2011 میں جماعت نے کوسرائے جزیرہ میں ایک مستقل مشن قائم کیا اور کچھ سال بعد 2014 میں مشن ہاؤس کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہوا۔ آنے والے سالوں میں پوناپے جزیرہ پر یہ مشن قائم کیا گیا۔ ان جزائر پر آنے والے مربیان کا ذکر درج ذیل ہے: حافظ جبرائیل احمد سعید صاحب، یحییٰ لقمان صاحب، عمر اکبر صاحب، مطیع اللہ جوئیا صاحب، محمود کوثر صاحب، اور خاکسار سرجیل احمد۔

جماعت کی مخالفت کا مختصر ذکر
اور خدا تعالیٰ کی تائید و ثمرات

اسلام احمدیت کے آنے کے ساتھ پادریوں کے اکسانے کے نتیجہ میں کوسرائے جزیرہ میں شدید مخالفت شروع ہوگئی۔ اس وقت لوگ پتھر پھینکنے کے لئے مشنری صاحب محمود کوثر کا اپنے گھروں کے سامنے سے گزرنے کا انتظار کرتے۔ بعض ٹیکسی کمپنیوں نے اعلان کر دیا کہ ہم مسلمانوں کو اپنی گاڑیوں میں نہیں بیٹھنے دیں گے۔ دکانداروں نے ہمارے مربیان کو کھانا خریدنے سے منع کر دیا۔ ستمبر 2014 میں 1000 لوگوں نے ایک پٹیشن جمع کروایا جس میں انہوں مسلمانوں کو جزیرے سے نکالنے کی قرار داد پیش کی۔

اس کے علاوہ لوکل گورنمنٹ نے پانی بند کر دیا۔ ایک وقت آیا کہ انہوں نے پھر پانی کھول دیا، لیکن پھر کئی سالوں سے پانی بند ہے اور مشن ہاؤس میں صرف بارش کا پانی استعمال ہوتا ہے۔

ان سب واقعات کی باوجود، خدا تعالیٰ کی خاص مدد اور تائید جماعت احمدیہ کے ساتھ ہمیشہ رہی ہے، اور اللہ تعالیٰ اپنی خاص محبت اور کامیابی و کامرانی کے بغیر نہیں رکھتا۔ جب دسمبر 2018 میں خاکسار اپنی تقرری پر پہنچا، مربی کوثر صاحب مجھے اس دکان پر لے کر گئے جہاں پر وہ مسلمانوں کو کھانا نہیں بیچتے تھے اور کہنے لگے کہ ہر اس بندہ نے جس نے مخالفت کی، شکست پائی۔ نہ وہ ٹیکسی کمپنی رہی اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس دکان کے مالک کو ہی تبدیل کر دیا۔

خاکسار نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مشکلات کے نتیجہ میں ایسے ثمرات دیتا ہے کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔ 2019 میں ایک خاتون نے محض خدا تعالیٰ کے فضل سے بیعت کی جس کا نام نوٹوے جارج (Notwe George) ہے۔ نوٹوے کوسرائے کے سب سے مشہور پادری کی بیٹی ہے۔ یہ پادری صاحب لوگوں میں بہت مشہور تھے اور لوگ جب بھی ان کو یاد کرتے ہیں تو عزت سے یاد کرتے ہیں۔ **بیعت کے بعد نوٹوے صاحبہ بیان فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے والد صاحب کی وفات کے بعد پہلی دفعہ ان کو خواب میں دیکھا۔ وہ مجھے خواب میں کہنے لگے کہ جس مذہب کو آپ نے قبول کیا ہے اس کو اب مضبوطی سے تھامے رکھنا اور استقامت دکھانا۔**

خاکسار سمجھتا ہے کہ ان سب مشکلات اور مخالفت کے باوجود، خدا تعالیٰ کے فرشتے لوگوں کے دلوں میں اپنے مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام ڈالتے ہیں، اور خدا تعالیٰ اپنے نیک لوگوں کو اکٹھا کرتا ہے۔

ان جزائر پر ایسی زندگی ہے جیسے ایک گاؤں میں لوگ اکٹھے رہتے ہیں۔ ان لوگوں میں جب کوئی مسلمان ہوتا ہے تو ان کے رشتہ دار اس کو اپنے گھر بلانا چھوڑ دیتے ہیں، اور ان کو شدت سے تنگ کرتے ہیں۔ ایک دفعہ میں نے جماعت کے ایک فرد سویمر ٹیلی (Swimer Talley) صاحب کو کچھ پریشان دیکھا۔ جب میں نے ان سے پوچھا تو وہ کہنے لگے کہ کچھ لوگ مجھے پریشان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر یہ یعنی جماعت کے لوگ چلے گئے تو پھر تم کیا کرو گے۔ سویمر صاحب مجھے کہنے لگے کہ **(مربی صاحب)، اگر آپ سارے چلے گئے تو میں پھر بھی اسلام پر قائم رہتے ہوئے اپنے گھر چلا جاؤں گا اور ایک مسلمان کی حیثیت سے اپنے آخری سانس لوں گا۔** انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اکثر کتب انگریزی میں پڑھ لیں ہیں اور ان کے دل میں اسلام کی ایسی محبت ہے کہ وہ کسی بھی مخالفت سے نہیں ڈرتے۔ جب بھی خاکسار کوئی مشکل محسوس کرتا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان پیارے ماننے والوں کے بارے میں سوچ کر اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ ایک نئی طاقت پاتا ہے۔

پہلا جلسہ سالانہ

مائکرونیشیا کا پہلا جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کوسرائے کے مشن ہاؤس میں 25 فروری 2017 کو منعقد ہوا۔ یہ ایک انتہائی تاریخی دن تھا جس میں تیس سے زیادہ مہمانوں نے کریباس، مارشل آئی لینڈز، اور پوناپے سے شرکت فرمائی۔ مربیان میں سے مربی محمود کوثر صاحب، مربی فہد خواجہ صاحب، اور مربی فیروز ہنڈل صاحب موجود تھے۔ اس جلسہ سالانہ میں جزائر کے مختلف سیاستدان، مذہبی لیڈر اور جزیروں سے مہمانوں نے شرکت فرمائی۔

پوناپے میں نیا مشن ہاؤس
اور صدر مملکت سے خیرسگالی تعلقات

درج ذیل واقعات بیان کرنے سے پہلے خاکسار اس بات کو بیان کرنا چاہتا ہے کہ ان واقعات کے ذکر میں خاکسار کی صرف یہ نیت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا ذکر کیا جائے۔ سچ بات تو یہ ہے کہ یہ سب خدا تعالیٰ خود کرواتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ بعض اوقات اپنی جماعت کے لوگوں کو شہادت کے طور پر شامل کر دیتا ہے۔

جب پوناپے کے جزیرہ پر ایک مستقل مشن قائم کیا گیا تو شروع میں کوئی بھی جماعت کو مشن ہاؤس کے لئے عمارت کرایہ پر دینے کے لئے تیار نہیں تھا۔ یہ خدا تعالیٰ کے عظیم الشان منصوبوں میں سے تھا کہ صرف ایک مشن ہاؤس کی عمارت ملی جو لوکل لکڑی کا بنا ہوا تھا اور چار ستون پر تھا۔ اس کی وجہ سے گھر ہوا کے ساتھ ہلتا اور جماعتی مصروفیات و عبادات کے دوران بعض ممبران اس پر شکایت کرتے تھے۔ کچھ عرصہ گزرا اور رمضان مبارک کا مہینہ آ گیا۔ اسی زمانے میں علاقہ کا جنریٹر خراب ہو گیا۔ اس کی وجہ سے مشن ہاؤس میں شدید گرمی ہو جاتی تھی اور خاکسار کے پاس سحری اور افطاری کی تیاری کرنے کے لئے بجلی میسر نہ تھی۔ رمضان کے تین ہفتے اسی حالت میں گزر گئے اور خاکسار کا دل اس بات پر گھبراہٹ محسوس کرنے لگا اور دل سے دعا نکلی کہ اللہ تعالیٰ جماعت کے لئے بہتری کا سامان پیدا فرمادے۔ ایک دن عصر کے وقت خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرنے کی توفیق ملی کہ اللہ تعالیٰ مشن ہاؤس کے لئے بہتر سامان پیدا فرمادے۔ اچانک دل

میں شدت سے یہ خیال پیدا ہوا کہ خاکسار جماعت کے وکیل کے پاس جائے، اور اس سے کسی عمارت کے بارے میں دریافت کرے۔ ان جزائر پر جائیدادیں ڈھونڈنا بظاہر ایک بہت مشکل کام ہے اور اس خیال کے علاوہ کوئی امید نہیں تھی۔ خاکسار اسی وقت گاڑی میں بیٹھا اور جماعت کے وکیل کے پاس چلا گیا۔ جب اس سے پوچھا، تو پتہ چلا کہ ایک گھر آج ہی خالی ہو رہا ہے اور وہ وہاں کے ایک congressman کا ہے۔ اس کو فون کیا لیکن جواب نہیں ملا۔ خاکسار نے پہلے جا کر گھر دیکھا اور وہاں سے سیدھا اس congressman کے آفس چلا گیا۔ Congressman ڈیوڈ پانیولو (David Panuelo) سے ملاقات ہوئی اور خاکسار کو اس وقت جماعت کا تعارف کروانے کی توفیق ملی اور اس نے بہت تعاون کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ خاکسار کو فکر تھی کہ اس گھر کا کرایہ بجٹ سے زیادہ نہ ہو جائے۔ خاکسار نے اس سے بات کی اور کہا کہ جماعت آپ سے یہ گھر کرایہ پر لینا چاہتی ہے اور ہمارے پاس صرف اتنا بجٹ ہے۔ اس پر وہ کہنے لگا کہ میرے دل میں یہ بات آئی ہے کہ میں آپ کی درخواست کو قبول کرلوں۔

اس congressman کے ساتھ جماعتی طور پر بہت دوستی ہوگئی اور ان سے جماعت کی مخالفت کا ذکر کیا، اور ساتھ ہی بتایا کہ نماز سنٹر ڈھونڈنے میں دقت پیش آرہی ہے۔ اس نے اسی وقت اپنی ایک بلڈنگ کا سب سے بڑا آفس کھولا اور کہنے لگا کہ آپ اس کو کرایہ پر لے لیں۔ خاکسار نے پھر اس سے ایک چھوٹی رقم کا ذکر کیا اور وہ مان گیا۔

کچھ عرصہ بعد ایک facebook کے ایک گروپ پر جہاں مائکرونیشیا کے اکثر لوگ ممبر ہیں، شدید مخالفت ہونی شروع ہوگئی، یہاں تک کہ لوگ کہنے لگ گئے کہ ہم مسلمانوں کو ختم کردیں گے۔ اس پر اسی congressman نے گروپ پر پوسٹ کیا اور کہا کہ ان لوگوں کو اس ملک میں مذہب کی آزادی ہے اور یہ میرے دوست ہیں۔ اس کے بعد سب چپ ہو گئے۔

نومبر 13، 2018 میں کانگرس میں، congressman پانیولو نے جماعت کا مختصر تعارف کروایا اور پھر کہا کہ مسلمانوں کو اس ملک میں آزادی ہے۔

جب یہ سب کچھ ہوا تو ایک دن میں اپنی اہلیہ سے عام گفتگو میں کہنے لگا کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی اتنی مدد کی ہے، اب خدا تعالیٰ اس کی مدد کرے گا۔ میرے خیال میں خدا تعالیٰ کا وہ وعدہ تھا جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام کیا تھا، کہ یقیناً میں اس کی مدد کروں گا جو تیری مدد کرے گا۔

ایک دن میں congressman پانیولو کو بھی کہہ بیٹھا کہ میرے دل میں یہ بات آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس ملک کا صدر بنادے گا۔ وہ اس بات کو سن کر حیران ہوا اور کہنے لگا کہ یہ میری کوشش ہے، اور شائد دس سال میں میں صدر بن سکوں گا۔ لیکن خدا تعالیٰ کا ایسا کرنا تھا کہ اچانک ایک انتخاب ہوا اور وہ ملک کا صدر بن گیا۔ گو صدر پانیولو نے

خود بہت اچھے کام کئے ہیں ملک کے لئے، لیکن میرے دل کو یہ یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی مدد کرنے کے سبب یہ ترقی دی ہے۔

صدر مملکت کو قرآن پاک کا تحفہ

یکم جولائی 2019 کو خاکسار کو صدر پانیولو کے ساتھ آفس میں ملاقات کرنے کا موقعہ ملا۔ خاکسار نے جماعت کا پھر سے تعارف کروایا، اور ساتھ ہی صدر پانیولو کو قرآن پاک کا تحفہ دیا۔ جب اس نے قرآن پاک کو دیکھا، تو اچانک اٹھا اور قرآن پاک کو ایک ایسے ٹیبل پر رکھا جہاں پر وہ صرف انجیل کا نسخہ رکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ صدر پانیولو کو نیکی اور تقویٰ کی طرف لیتا چلا جائے، اور اس کو اپنے ملک کی خاص خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اس پورے واقعہ کو لکھنے کا صرف یہی مقصد ہے کہ جب جماعت کی بات آتی ہے، تو سارے کاموں میں خدا تعالیٰ کی ایسی حکمت ہوتی ہے جس کا ہم اندازہ نہیں کرسکتے۔ یہ اس کی جماعت ہے، اور یقیناً وہی اس کو کامیاب کرے گا اپنی خاص نصرت اور تائید کے ساتھ۔

ایک ایمان افروز سچائی اور ایک ذاتی واقعہ

خاکسار نے وقف کی زندگی میں ابھی کچھ ہی سال گزارے ہیں جامعہ کینیڈا کے بعد، لیکن جزائر پر رہ کر خاکسار نے ایک انتہائی ایمان افروز سچ سیکھا ہے۔ جب کینیڈا سے جزیرہ پر آیا، تو مغربی دنیا کی ساری آسائشوں کو پیچھے چھوڑ کر آ گئے تھے۔ لیکن جہاں یہ ساری چیزیں اور رشتہ دار وغیرہ پیچھے رہ گئے، اور میں نے اپنے آپ کو ایک دور دراز جگہ پر محسوس کیا، خاکسار کو اس وقت پتہ چلا کہ دنیا کی ہر چیز جا سکتی ہے، لیکن جہاں پر بھی انسان جائے خدا تعالیٰ کی ذات ہمیشہ ساتھ رہتی ہے۔ خدا تعالیٰ سنتا ہے، اور ماں سے بھی زیادہ انسان سے محبت کا سلوک کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ ہر روز اپنے آپ کو ایک نئے رنگ میں دکھاتا ہے اور اپنے سب سے کمزور لوگوں کو بھی اپنی محبت دکھاتا ہے۔

ایک دن خاکسار گھر بیٹھا ہوا تھا، اور اچانک دل میں آچار کھانے کی خواہش پیدا ہوئی۔ بچپن میں کبھی زیادہ اچار نہیں کھایا لیکن اس وقت شدید خواہش پیدا ہوگئی تھی۔ اسی طرح خاکسار کی اہلیہ کہنے لگی کہ میرا بھی اس وقت ”Maggi“ نوڈلز کھانے کا دل کر رہا ہے۔ ہم دونوں اس بات پر ہنس پڑے کہ جزیرہ پر کوئی ایسا ذریعہ نہیں کہ اچار یا نوڈلز لئے جائیں، اور پارسل منگوانے میں دو مہینے تک بھی لگ سکتے ہیں، تو ہم نے اس بات کو چھوڑ دیا اور اپنے کاموں میں لگ گئے۔ خاکسار کسی جماعتی کام سے نکلا اور واپسی پر اشیاء ضرورت خریدنے کے لئے ایک دکان پر رکا جہاں پر ایک انڈیا کا رہنے والا لڑکا کام کرتا ہے۔ باتوں میں اس نے بتایا کہ میں نے ایک container منگوایا تھا دکان کے لئے اور اس کے ساتھ کچھ چیزیں منگوائیں تھیں جس میں کچھ زائد چیزیں آ گئیں ہیں۔ اس نے ایک دروازہ کھولا اور اندر سے دو بڑی بوتلیں اچار کی نکالیں۔ اس وقت میں انتہائی حیران ہوگیا لیکن اپنے جزبات پر قابو رکھا۔ اس نے ایک اور ڈبا کھولا جو میگی نوڈلز سے بھرا ہوا تھا۔ خاکسار کا دل اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء میں سربسجود ہو گیا۔

ان سب باتوں کا ذکر کرنے سے مراد کہیں اپنی نیکی کا بیان نہیں ہے، لیکن اس بات کی شہادت ہے کہ ان دور افتادہ جگہوں پر بھی خدا تعالیٰ کی ذات ہے، اور وہ اپنے بندے کے دل کی ہر حالت کو جانتا ہے اور اس کی ادنیٰ سے ادنیٰ خواہش کو بھی پورا کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ ایسے راستے نکالتا ہے جس کا انسان گمان بھی نہیں کرسکتا، اور ساتھ ہی اسکا خاص نگہبان ہو جاتا ہے۔

احباب جماعت سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کے اللہ تعالیٰ مائکرونیشیا جماعت کو بڑھاتا چلا جائے اور اپنی خاص تائید و نصرت عطا فرماتا رہے، اور ہماری کمزوریوں کو ڈھانپتا چلا جائے۔ آمین!

رپورٹ: ڈاکٹر محمود احمد ناگی

مرزا غلام احمد کی جے

زائن کمپلیکس اور مسجد فتحِ عظیم کا سنگِ بنیاد

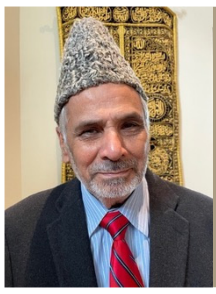

ڈاکٹر الیگزانڈر ڈوئی یا ڈاوی (Dr. Alexander Dowie) نے امریکی ریاست الّنائے (Illinois) میں زائن (Zion) شہر تعمیر کروایا۔ ڈوئی اسلام کے بدترین دشمنوں میں سے تھا۔ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام نے اسے للکارا اور مباہلہ کا چیلنج دیا، ”جو جھوٹا ہے وہ دوسرے کی زندگی میں مر جائے۔“ ڈاکٹر ڈوئی نے اپنے جاری کردہ جریدہ لیوز آف ہیلنگز (Leaves of Healing) میں فروری 1903ء کی اشاعت میں لکھا:

”میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹا دے۔ اے خدا! میری دعا کو سن۔ اے خدا، اسلام کو نیست و نابود کر دے۔“

حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کی مباہلے کی دعا کے نتیجے میں ڈاکٹر ڈوئی 1907ء میں ایک اذیت ناک بیماری میں مبتلا ہو کر اُنسٹھ برس کی عمر میں ہلاک ہوا۔ سچائی کا بول بالا ہوا۔ ایوننگ امریکن شکاگو (Evening American Chicago) نے 9 مارچ 1907ء کی اشاعت میں ڈاکٹر ڈوئی کی کہانی کے خلاصہ کو مندرجہ ذیل الفاظ میں قلم بند کیا:

فتح عظیم اور المناک ناکامی نے ڈاکٹر ڈوئی کی زندگی کو داغدار کیا۔ اس نے چند بڑے کام انجام دیئے لیکن اس کے برعکس بدنامی کا باعث بننے والے کام اچھے کاموں سے کئی گنا زیادہ تھے۔ اس نے ایک عقیدہ روشناس کرایا لیکن ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اس نے ایک شہر بسایا اور وہ اُسی شہر سے دربدر کیا گیا۔ اس نے لاکھوں ڈالر کی جائیدادیں بنائیں لیکن وہ شخص غربت کے اندھیروں میں ڈوب گیا۔ طاقت کے نشہ نے جو قوت اسے بخشی اسی نے ہی اسے خوار کیا۔ اس کے مریدوں کی تعداد ہزاروں میں تھی لیکن جب وہ لقمۂ اجل بنا تو سوائے چند وفاداروں کے سب اسے چھوڑ گئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والے اب اسلام کی تبلیغ اور ترقی کے لئے زائن شہر میں ایک عظیم الشان کمپلیکس تعمیر کر رہے ہیں۔ اس جگہ پر ایک مسجد تعمیر ہو گی جس کا نام ”مسجد فتح عظیم“ رکھا گیا ہے۔ اس کمپلیکس کے سنگ بنیاد کی تقریب مورخہ 10 جولائی 2021ء کو بڑے جاہ و جلال کے ساتھ منعقد ہوئی۔ امید کی جاتی ہے کہ یہ منصوبہ مارچ 2022ء تک پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ یہ منصوبہ 8 ایکڑ اراضی پر مشتمل ہے اور لیوس ایونیو (Lewis Avenue) اور ستائیس سٹریٹ (27th Street) پر واقع ہے۔ اس منصوبے کی لاگت کا تخمینہ 50 لاکھ ڈالر لگایا گیا ہے۔ عمارت کا ڈیزائن جدید اور روایتی طرزِ تعمیر کا شہکار ہو گا۔ جو عمارتیں تعمیر ہوں گی ان کا رقبہ تقریباً 13000 مربع فٹ ہو گا۔ مرکزی جگہ پر نماز کے لئے ایک بڑا ہال اور کمیونٹی روم (Community Room) بنے گا جبکہ باورچی خانہ تہ خانے میں بنے گا۔ اسلامی طرز کا ایک مینار اس کمپلیکس کی شان کو دوبالا کر دے گا۔ تمام عمارتیں تین ایکڑ رقبہ پر محیط ہوں گی جبکہ بقیہ سات ایکڑ اراضی دوسرے کاموں کے لئے استعمال ہو گی۔ کافی بڑا حصہ گرین ایریا (Green Area) ہو گا۔ اس کے علاوہ اس کمپلیکس کا ایک ضروری جزو ایک نمائش ہال کی تعمیر ہے۔ جس میں تاریخی نوعیت کی دستاویز اور تصاویر کا اہتمام کیا جائے گا۔ یہ قیمتی نوادرات امریکی تاریخ احمدیت کو اجاگر کریں گے۔

سنگ بنیاد کی تقریب زائن بینٹن ٹاؤن شپ سکول (Zion Benton Township School) میں منعقد ہوئی جس میں جماعت احمدیہ کے سرکردہ عہدیدار، کانگرس کے چند شرکاء، کاؤنٹی (County) کے مقتدر اربابِ اختیار اور مقامی قانون نافذ کرنے والے احباب خاص طور پر مدعو کئے گئے تھے۔

زائن شہر کے میئر بلی میکینی (Billy McKinney) نے تقریب کے آغاز میں سپاس نامہ پیش کیا۔

امیر جماعت احمدیہ امریکہ مکرم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب اس تقریب کے روحِ رواں اور کلیدی مقرر تھے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا:

”اسلام میں مسجد کا مقام صرف خدا کے گھر کا ہی نہیں جہاں مسلمان باجماعت عبادت کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں بلکہ یہ جگہ امن و سلامتی اور اسلامی اخوّت کے لئے مخصوص ہے۔ یہ مسجد احمدیہ جماعت زائن کو ایک خدائے واحد کی پرستش کی زندہ داری اور اس کی مخلوق کی دیکھ بھال یاد دلاتی رہے گی۔“

دوسرے احمدی رفقاء نے بھی دوستی، امن اور سلامتی کا پیغام دیا۔ ظہرانے کے بعد کئی مہمانوں نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے بعد احباب نے کمپلیکس اور مسجد کی بنیادوں میں اینٹیں رکھیں۔ تقریب کے آخر میں جماعت احمدیہ زائن کے صدر مکرم ابوبکر نے اپنی ٹیم کے احباب کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے انتھک محنت سے اس منصوبے کے لئے دن رات کام کیا۔

صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ امریکہ مسجد فتحِ عظیم زائن الّنائے کی سنگِ بنیاد کے موقع پر مہمانوں کے ساتھ

رپورٹ: عبدالنور۔ نمائندہ الفضل آن لائن آئیوری کوسٹ

پہلا سالانہ ریجنل جلسہ دلوا (Daloa)، آئیوری کوسٹ

کورونا وباء کے باعث گزشتہ سال ماہ دسمبر میں آئیوری کوسٹ میں جلسہ سالانہ کا انعقاد نہ کیا جاسکا تاہم تربیت کے اس سلسلہ کو جاری رکھنے کے لئے ریجنل سطح پر جلسہ جات کے انعقاد کا آغاز کیا گیا۔ ماہ دسمبر 2021ء سے ہی اس سلسلہ کو شروع کر دیا گیا۔ اسی سلسلہ کی کڑی کے طور پر بفضل خدا تعالیٰ دوران ماہ دلوا ریجن کو اپنا پہلا ریجنل جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس جلسہ کا انعقاد مورخہ 12 و 13 فروری 2022ء بروز ہفتہ و اتوار بمقام سیگلا (segula) کیا گیا۔ جلسہ کے انعقاد سے قبل ہی مرکزی مبلغ سلسلہ عبدالسلام طورے صاحب نے مختلف اوقات میں میٹنگز کر کے جلسہ کے انتظامات اور ہونے والے پروگرامز کا جائزہ لیا ساتھ ہی ساتھ مقامی معلم مکرم سیاوے محمد صاحب کے ساتھ مختلف مقامات کا دورہ بھی کیا تا کہ احمدی احباب کو جلسہ میں شامل ہونے کی دعوت نیز جلسہ کی اہمیت سے آگاہ کیا جاسکے۔ تاہم باقاعدہ تیاری کا آغاز بروز جمعۃ المبارک 11 فروری کیا گیا۔ جس دن ایک مقامی سکول کی جگہ کرائے کے طور پر حاصل کی گئی جہاں جلسہ کا پنڈال سجایا گیا اور مختلف ٹینٹ وغیرہ لگانے کا ساتھ جلسہ گاہ کی صفائی کا کام بھی کیا گیا۔

جلسہ کے لئے مہمانان کی آمد کا سلسلہ بروز جمعہ ہی شروع ہو گیا۔ مکرم و محترم امیر و مشنری انچارج آئیوری کوسٹ عبدالقیوم پاشا صاحب بھی نیشنل عاملہ کے ممبران و دیگر مرکزی مہمانان کے ساتھ بروز ہفتہ جلسہ سے قبل جلسہ گاہ پہنچ گئے۔ جلسہ کے لئے آنے والے احباب کی تجنید کا آغاز صبح سے ہی کر دیا گیا۔ جلسہ کی تقریب کا باقاعدہ آغاز بروز ہفتہ بعد از نماز عصر لوائے احمدیت لہرانے کے ساتھ ہوا، صدارت مکرم امیر و مشنری انچارج صاحب نے کی۔ تلاوت قرآن کریم اور فرنچ زبان میں ترجمہ کے بعد نظم پڑھی گئی جس کے بعد مکرم ریجنل مشنری صاحب نے مقامی روایات کے مطابق شاملین جلسہ کو خوش آمدید کہا جس کے بعد مکرم امیر صاحب نے افتتاحی تقریر بعنوان ”جلسہ کی اہمیت و برکات“ کی۔ اس کے بعد مکرم صدیق جیالو لوکل معلم صاحب نے بعنوان ”احمدیت و آمد امام مہدیؑ“ کی۔ نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد سوال و جواب کا پروگرام رکھا گیا جس کی صدارت مکرم سینا کولیبالی معلم سلسلہ صاحب نے کیا۔ بعد ازاں عشاء کی نماز ادا کی گئی۔ اسی دوران مکرم امیر صاحب کے ساتھ ریجنل و لوکل عاملہ کی میٹنگ بھی ہوئی جس کے بعد طعام دیا گیا اور یوں جلسہ کے پہلے دن کا اختتام ہوا۔

دوسرے دن کا آغاز باجماعت نماز تہجد اور نماز فجر سے ہوا جس دوران مکرم سیاوے محمد لوکل معلم سلسلہ صاحب نے درس بعنوان نماز اور اسکی اہمیت دیا۔ دوسرے دن کے پروگرام کا باقاعدہ آغاز صبح 9:30 بجے تلاوت قرآن کریم، فرنچ ترجمہ و نظم کے ساتھ ہوا جس کی صدارت مکرم امیر و مشنری انچارج صاحب نے کی۔ جس کے بعد اس سیشن کی سب سے پہلی تقریر مکرم گاؤسو تراؤرے (Gaoussou Traore) لوکل صدر صاحب نے بعنوان ”اسلام، امن کا مذہب“ کیا۔ بعد ازاں ریجنل مشنری مکرم عبدالسلام طورے صاحب نے تقریر بعنوان ”نوجوان مسلمانوں کو درپیش شدت پسندی کے مسائل اور ان کا حل“ کی۔ جس کے بعد معزز مہمان کرام نے آ کر اظہار خیال کیا۔ اس بابرکت تقریب

بقیہ صفحہ 16 پر

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: پہلا سالانہ ریجنل جلسہ دلوا...... از صفحہ 15

کی اختتامی تقریر مکرم امیر صاحب نے بعنوان ”اسلام میں عبادات، نماز، تہجد اور نوافل کی اہمیت“ کی۔جس کے بعد دعا کروائی اور جلسہ کا اختتام ہوا۔اور نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد مہمان میں کھانا تقسیم کیا گیا جس کے بعد مہمانان کو اپنے اپنے مقامات کی طرف واپس جانے کی اجازت دی گئی۔

بفضل خدا تعالیٰ امسال دلوا (Daloa) ریجن کو اپنا پہلا ریجنل جلسہ منعقد کرنے کی سعادت نصیب ہوئی. جلسہ میں الحمد للہ شاملین کی کل حاضری 200 رہی جس میں 10 مختلف جماعتوں سے احباب جماعت نے شرکت کی۔جبکہ جلسہ میں مکرم امیر صاحب کے ساتھ نیشنل عاملہ کے بعض اراکین مثلاً نیشنل صدر خدام الاحمدیہ، نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ، نیشنل صدر انصار اللہ و دیگر نے شرکت کی جبکہ ایسیا،ماں ریجن کے مبلغین کرام نیز سینفرا، ابنگرو کے معلمین کرام نے بھی اس جلسہ میں شرکت کی۔اس جلسہ میں کئی ایک غیر از جماعت لوکل امام بھی شریک ہوئے جبکہ مسٹر خالد و موسیٰ صاحب انچارج ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ، نیز مکرم دانوگو باکارے صاحب انچارج cogeds نے بھی شرکت کی۔جبکہ سوشل میڈیا پر بھی جلسہ کے پروگرامز کی تشہیر کی گئی نیز ایم ٹی اے ٹیم آئیوری کوسٹ نے بھی جلسہ کی کوریج کی اور بعد ازاں اسے اپنے یوٹیوب اکاؤنٹ پر اپلوڈ کیا۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ یہ جلسہ ہر لحاظ سے بابرکت کرے اور شاملین جلسہ کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی دعاؤں کا وارث بنائے نیز آئندہ بھی جماعت دلوا کو تربیت کے اس سلسلہ کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرماتا جائے۔آمین

چھوٹی مگر سبق آموز بات

پیغام کا جواب

آجکل الیکٹرونک میڈیا کا زمانہ ہے منٹوں کا پیغام سیکنڈوں میں دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پہنچ جاتا ہے گویا دنیا سمٹ چکی ہے۔ پُرانے زمانوں میں دنوں، ہفتوں بلکہ بعض جگہوں پر مہینوں میں خطوط پہنچتے تھے۔ جونہی خط پہنچتا فوراً جلد از جلد جواب دینے کی کوشش کی جاتی تھی فاصلے تو زیادہ تھے لیکن سب کے پیغامات کی بر وقت جواب دے کر قدر کی جاتی تھی۔ اب فاصلے سمٹ گئے ہیں مگر WhatsApp اور دیگر پیغام رسانی کی Apps پر بھیجے گئے کئی اہم پیغامات کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھا جاتا۔ دنوں بلکہ ہفتوں تک بہت سے اہم پیغامات کا جواب نہیں دیا جاتا بلکہ اہم ہی نہیں سمجھا جاتا کہ رسید گی کی اطلاح دیں، حالانکہ بلو ٹِک ظاہر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح فون پر بھیجے گئے پیغامات بھی التواء کا شکار کر دیئے جاتے ہیں لیکن سوشل میڈیا پر ایکٹیوٹیز جاری وساری رہتی ہیں۔عزیز اور پیارے کئی کئی دن تک اپنوں کی آواز سننے اور پیغام کے جواب کو ترس جاتے ہیں۔جس طرح سلام کا جوب دینا اخلاقی فرض ہے اسی طرح فون اور دیگر میڈیا پر بھیجے گئے پیغامات کا بر وقت جواب دینا اخلاقی اور معاشرتی فرض ہے۔ اسلام میں ہر پیغام کا جواب بر وقت دینا سنت رسول ﷺ ہے جس کی بار بار تاکید کی گئی ہے۔ آیئے! دنیا میں بڑھے ہوئے فاصلوں کو ذرا سی توجہ سے سمیٹ لیں یہ نہ ہو کہ ہم غیروں کے قریب اور اپنوں سے دور ہو جائیں۔

مرسلہ: ناصرہ احمد۔ کینیڈا

فقہی کارنر

بلا وجہ کا تجسس منع ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

دوسرے ان تمام سوالوں میں اس امر کا خیال بھی رکھنا چاہئے کہ قرآن شریف میں حکم ہے کہ کھوج نکال کر مسائل نہ پوچھے جائیں۔مثلاً اب کوئی دعوت کھانے جاوے تو اب اسی خیال میں لگ جاوے کہ کسی وقت حرام کا پیسہ ان کے گھر میں آیا ہوگا۔ پھر اس طرح تو آخر کار دعوتوں کا کھانا ہی بند ہو جاوے گا۔ خدا کا نام ستّار بھی ہے ورنہ دنیا میں عام طور پر راستباز کم ہوتے ہیں۔مستور الحال بہت ہیں۔ یہ بھی قرآن میں لکھا ہے۔ وَلَا تَجَسَّسُوۡا (الحجرات 13) یعنی تجسس مت کیا کرو ورنہ اس طرح تم مشقت میں پڑو گے۔

(البدر 27 مارچ 1903صفحہ 76)

(داؤد احمد عابد۔استاد جامعہ احمدیہ یوکے)

طلوع وغروب آفتاب

22مارچ2022ء

	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:07	18:32
مدینہ منورہ	05:06	18:34
قادیان	05:09	18:41
ربوہ	04:49	18:21
اسلام آباد ٹلفورڈ	04:32	18:19